منتخب فتاویٰ

الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ

جمع وترتیب

احمد عبد العزیز الرویشد

ترجمہ : ابو عبید فاضل مدینہ یونیورسٹی۔ مدینہ منورہ

نظر ثانی: سید توصیف الرحمان راشدی

مقدمہ

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله------امابعد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ ﴿ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

(اور نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت ایمانداروں کو نفع دے گی۔ میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔)

بخاری، مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "سات ہلاکت خیز گناہوں سے احتراز کرو۔" صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی جان کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ، سود کھانا،

یتیم کا مال ہڑپ کرنا، لڑائی کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن اہل ایمان، بھولی بھالی خواتین پر زنا کی تہمت لگانا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی ابتداء غربت سے ہوئی اور پھر یہ حالت غربت کی طرف لوٹ آئے گا پس غرباء کے لئے خوشخبری ہو۔

آج مسلمانوں پر انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین کا تسلط اور جہالت وخواہش پرستی کا غلبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھنے والے ہر مسلمان کے لیے پریشانی اور بے چینی کا باعث ہے اگرچہ خیر، اہل خیر اور مصلحین بھی الحمدللہ بکثرت موجود ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ دین کے دشمن اکثر علاقوں میں اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوگئے- لاحول و لا قوۃ الا باللہ-

بعض علاقوں میں دین اجنبی بن کر رہ گیا ہے وہاں پر عقیدہ کی خرابیاں پھیل چکی ہیں اور گمراہ فرقوں اور جماعتوں کی کثرت ہے اور وہ ظاہری و باطنی طور

پر انتہائی طاقتور ہیں، یہ لوگ بدعات پھیلاتے ہیں، شرک کی دعوت دیتے ہیں جبکہ توحید اور اہل توحید کی سخت مخالفت کرتے ہیں حتی کہ بعض مسلمان اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے فوت شدگان کو پکارتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے مساجد کے اندر قبریں بنا رکھی ہیں۔ یہ لوگ بدعتی مجالس مقرر کرتے جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری، انہوں نے بہت سے مسلمانوں کے اخلاق خراب کر دیئے، ان میں زناکاری، شراب نوشی، والدین کی نافرمانی کو پھیلایا، اسی طرح کبیرہ گناہ اور فحاشی کو عام کیا۔ اگر مبلغین اور مصلحین نے امت کو حکمت و دانش اور بہترین نصیحت کے ساتھ ان کاموں سے روکنے کی کوشش نہ کی تو یہ مصائب اور زیادہ ہوتے جائیں گے۔

یہ مصیبت اور مکر و فریب اس وقت اور بڑھ جاتا جب بعض ذرائع ابلاغ ایسے لوگوں کو اہل علم کے روپ میں پیش کرتے ہیں جنہوں نے ایسے مشکوک فتوے اور عجیب و غریب شبہات پیدا کیے کہ لوگ امت کے

کبار علماء اور آئمہ کرام کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہو گئے، وہ ان فتوؤں کے ذریعے واضح نصوص کو رد کرتے ہیں اور کبار علماء کے منہج سے لوگوں کو ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ محمد بن سیرین نے فرمایا: یہ علم دین ہے لہذا دیکھو کہ تم کس سے دین حاصل کر رہے ہو؟

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت اور اس کے حبیب مصطفی ﷺ کی خوشخبری ہے آپ نے فرمایا:

(بیشک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے پورا ہونے پر اس امت کی (رہنمائی) کے لئے ایک آدمی بھیجتا ہے جو اس امت کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے)(سنن ابو داؤد)

ہم اس صدی کا مجدد جس شخص کو سمجھتے ہیں جیسا کہ بعض اہل علم نے بھی اس کی وضاحت کی ہے وہ الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، آج

امت ان کے فتاوی اور ان کی امامت کو بالاتفاق قبول کرتی ہے لہذا میں نے ان کے چند فتاویٰ جات کو پیش کرنے ہمت کی ہے اور میں اس کی سخت ضرورت بھی محسوس کرتا ہوں تاکہ ان مسائل سے شک وشبہ ختم کیا جاسکے جو میرے سامنے بعض لوگوں نے پیش کئے ہیں- میرے خیال میں فتاوی ابن باز رحمہ اللہ ان مسائل میں اللہ کی توفیق سے موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ﴾ - (اس میں ہر صاحب دل کے لئے عبرت ہے اور اس کے لئے جو دل متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو-)

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کوشش کو اپنی رضا کے لیے خالص بنائے اور وہ اس کو، پڑھنے والے، جمع کرنے والے اور اس کے قائل کے لیے نفع بخش بنائے ۔

اللہ تعالیٰ شیخ رحمہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جنت میں ان کے

درجات بلند فرمائے اور ان کی نیکیوں کو ان کے میزان حسنات میں اضافہ کا سبب بنائے ۔ اللہ تعالیٰ ہماری، شیخ موصوف کی اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے -اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد ﷺ پر،ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔

قائل وکاتب

احمد عبد العزیز الرویشد

کلمہ توحید لاالہ الا اللہ کے تقاضے

س۔ امت کی اصلاح کا کام کرنے والے بہت سے لوگوں کو کلمہ توحید لاالہ الا اللہ کے معانی بیان کرتے ہوئے جہالت اور کم علمی کا مظاہرہ کرتے دیکھا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت اپنے اقوال اور افعال میں ایسے بہت سے امور میں مبتلا ہو گئی جو لا الہ الااللہ کے تقاضوں اور شروط کے منافی ہیں لہذا بتائے کہ لا الہ الا اللہ کے معانی ،اس کے تقاضے اور شروط کیا ہیں؟۔

ج۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ کلمہ لاالہ الااللہ دین کی بنیاد ہے اور اسلام کے ارکان میں سے پہلا رکن ہے اور یہ گواہی بھی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔(متفق علیہ)

صحیحین میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: تم انہیں یہ شہادت دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ اس کو مان لیں تو انہیں یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو دی جائے گی۔(متفق علیہ) اس مضمون کی بہت سی احادیث موجود ہیں۔

شہادت کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں یہ گواہی ان تمام معبودوں کی نفی کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کو ثابت کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ (یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی پکارتے ہیں وہ

باطل ہے بیشک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے)۔ اور سورۃ مؤمنون میں فرمایا:﴿ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ﴾ (جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں)۔ اور سورۃ بقرہ میں فرمایا: ﴿وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ﴾ (تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔) اور سورہ بینہ میں فرمایا:﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (اور نہیں وہ حکم دیے گئے مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو) اس موضوع پر بہت سی آیات موجود ہیں۔

یہ عظیم کلمہ ہے اس کو پڑھنے والا، اس کے معانی سمجھے بغیر اور اس پر صدق دل سے عمل کیے بغیر نہ ہی تو اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی شرک کے دائرے سے نکل سکتا ہے۔ منافق یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے مگر وہ جہنم کے نچلے درجے میں ہوں گے کیونکہ وہ نہ ہی تو اس پہ یقین رکھتے تھے اور نہ ہی اس پر عمل کرتے تھے۔ یہی حال یہودیوں کا ہے جو یہ کلمہ پڑھتے تو تھے مگر وہ اس کے سب سے بڑے انکاری ہیں۔ اسی طرح قبروں اور اولیاء کے پجاری ہیں جو یہ کلمہ پڑھتے تو ہیں مگر وہ اپنے اقوال وافعال اور اپنے عقیدہ سے اس کی مخالفت کرتے ہیں لہذا یہ کلمہ انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی وہ اس کے پڑھنے سے مسلمان ہونگے کیونکہ انہوں نے اپنے اقوال واعمال اور عقائد

سے اس کی مخالفت کی ہے۔

بعض اہل علم نے اس کی آٹھ شروط بیان کی ہے جن کو ایک شاعر نے اپنے ایک شعر میں جمع کیا ہے:-

۱۔علم	۲۔یقین	۳۔اخلاص	۴۔صدق
۵۔محبت	۶۔انقیاد	۷۔قبولیت	۸۔غیر اللہ کا انکار

ان دو اشعار میں کلمہ کی تمام شروط بیان کی گئی ہے۔

اول:۔ علم ،علم جہالت کے منافی ہے اس کا معنیٰ پہلے گزر چکا ہے

کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں۔ لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن معبودوں کی پوجا کرتے ہیں وہ سب کے سب باطل ہیں۔ دوم:۔ یقین، شک کے منافی ہے کلمہ پڑھنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ یقین کامل رکھتا ہو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ تمام معبود باطل ہیں۔

سوم:۔ اخلاص ، یعنی انسان اپنی تمام عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی سرانجام دے ، وہ جب بھی کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے کرے چاہے وہ کسی نبی کے لیے ہو ، ولی کے لیے ہو ،

فرشتہ کے لیے ہو یا کسی جن کے لیے ہو یہ شرک ہے تو اس نے اخلاص کی شرط ختم کرڈالی۔

چہارم:۔ صدق(سچائی) اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے والا اپنی بات میں سچا ہو، اسکا دل اس کی زبان کی تصدیق کر رہا ہو اور زبان دل کی تصدیق کر رہی ہو، اگر وہ صرف زبان سے پڑھے اور دل سے اس کے معانی پر یقین نہ رکھے تو یہ کلمہ اسے کوئی فائدہ نہ دے گا ،اس کے پڑھنے کے باوجود وہ کافر ہی رہے گا جیسا کہ تمام منافقین ہیں۔

پنجم:۔ محبت،اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہو اگر وہ کلمہ تو پڑھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں رکھتا تو اسلام میں داخل نہ ہو گا جیسا کہ تمام منافقین ہیں۔اس کے دلائل اللہ تعالیٰ کے یہ فرامین ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ

اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو)اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔) --ان معانی پر مشتمل بہت سی آیات ہیں

ششم:۔ انقیاد(سر تسلیم خم کرنا) جن معانی پر یہ کلمہ مشتمل ہے، اس کا معنٰی یہ ہے کہ وہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرے ، اسکی شریعت کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور اس پر ایمان رکھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ یہ بالکل حق ہے اگر کسی نے یہ کلمہ تو پڑھا مگر ایک اللہ کی عبادت نہ کی ، اپنے آپ کو شریعت کے مطابق نہ ڈھالا اور تکبر کیا

تو یہ شخص مسلمان نہ ہو گا جیسا کہ ابلیس اور اسکے ساتھی ہیں۔

ہفتم :۔ قبول، جو اس کے معانی اور دلالت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ اخلاص ، فقط ایک اللہ کی عبادت اور اس کے سواسب کی عبادت کی نفی کے بارے میں جس چیز پر دلالت کرتا ہے اس کو قبول کرے ، اس کا التزام کرے اور اس پر راضی ہو۔

ہشتم :۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے ہے اس کا انکار، اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت سے لاتعلقی کا اظہار کرے اور ان کو باطل تصور کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴾

(اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ

تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔)

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے لاالہ الااللہ کہا اور اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :جس نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اقرار اور اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہے (صحیح مسلم)

لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان شروط کو سامنے رکھتے ہوئے اس کلمہ پر ایمان رکھیں۔ جب ایک مسلمان ان معانی پر ایمان رکھتا ہے اور اس پر قائم رہتا ہے تو اس کا خون اور مال دوسروں کے لئے حرام ہے اگرچہ وہ ان شروط کی تفصیل کو نہ جانتا ہو کیونکہ مقصود حق بات کا علم اور اس

پر عمل ہے اگرچہ مسلمان ان شروط کی تفصیل کو نہ جانتا ہو ۔
طاغوت سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾
(اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔)
جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور معبود پر راضی نہ ہو جیسا

کہ انبیاء ،صالحین اور فرشتے تو پھر وہ طاغوت نہ ہوں گے۔ طاغوت وہ شیطان ہے جو لوگوں کو ان کی عبادت کی طرف بلائے اور لوگوں کے لئے اسے خوبصورت بنا کر پیش کرے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے لیے ہر برائی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں ۔

رہا وہ فرق جو ان اعمال جو کہ اس کلمہ (لاالہ الااللہ) کے منافی ہیں اور ان اعمال کے مابین ہے جو اس کے کمال واجب کے منافی ہے تو اس سے مراد ہر وہ قول، عمل اور اعتقاد ہے جو انسان کو شرک اکبر میں مبتلا کردے وہ مکمل طور پر اس کے منافی اور متضاد ہے جیسا کہ فوت شدگان، بتوں درختوں، فرشتوں، پتھروں اور ستاروں سے دعائیں کرنا اسی طرح ان کے لیے جانور ذبح کرنا، نذرونیاز دینا اور سجدہ وغیرہ کرنا یہ سب کچھ توحید کے منافی اور اس کلمہ کے متضاد ہے اوراسے باطل قرار دیتا ہے جو کہ (لاالہ الااللہ) ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دینا جو ضرورت دین اور اجماع کے بنیاد پر حلال ہیں جیسا کہ زنا، نشہ آور مشروب ،والدین کی نافرمانی اور سود وغیرہ اسی طرح ان اقوال اور اعمال کا انکار جو اللہ تعالیٰ نے واجب کر رکھے اور یہ بھی ضرورت دین اور اجماع کے بنیاد پر معلوم ہیں جیسا کہ پانچ وقتہ نماز، زکوۃ، رمضان کے روزے، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور شہادتین کا اقرار وغیرہ۔

رہے وہ اقوال اور اعمال اور اعتقادات جو توحید اور ایمان کو کمزور کرتے ہیں اور کمال ایمان کے منافی ہیں تو وہ بہت زیادہ ہیں جیسا کہ شرک اصغر، ریاکاری، غیر اللہ کی قسم کھانا ، یہ کہنا کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے یا یہ کہنا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور فلاں کی طرف سے ہے ۔اسی طرح تمام گناہ توحید اور ایمان کو کمزور کرتے اور اس کے کمال کے منافی ہیں توحید اور ایمان کے تمام منافی امور سے بچنا واجب ہے یا

جو اس کے ثواب کو کم کرتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو اطاعت و فرماں برداری سے زیادہ اورنافرمانی سے کم ہوتا ہے اس موضوع پر دلائل بے شمار ہیں جن کو اہل علم نے عقیدہ ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں میں ذکر کیا ہے جو تفصیل کا طالب ہو وہ ان کتب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ان دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾

(اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا سو جو لوگ ایماندار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔

اور فرمایا: ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ

قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾ (بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں 'اور فرمایا: ﴿ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ﴾ (اور ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا ہے) اس مفہوم پر مشتمل آیات بکثرت موجود ہیں۔

صوفیاء کے طریقوں پر چلنے والے مشائخ اور عوام الناس کو نصیحت

س۔یہاں (صوفیاء کے) بہت سے طرق پائے جاتے ہیں جن میں برہامیہ،شاذلیہ،دسوقیہ اور تیجانیہ وغیرہ ہیں جبکہ ان کے مقابل ایک جماعت ہے جس کا نام **(انصار السنة المحمدیه)** ہے،یہ جماعتِ توحید ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرتی ہے میں آپ جناب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان مختلف طرق کے متعلق مشائخ اور عوام کو تفصیلی نصیحت فرمائیں تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے منہج پر چل سکیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوجائیں گے وہ سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔

ج۔صوفیاء کے طرق (سلسلے) اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کرنا بھی مشکل ہے جن میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید

اضافہ ہو رہا ہے ان میں سے اکثر ایسا شر ، فساد اور بدعات پھیلا رہے ہیں جس کا اندازہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ان میں سے ہر ایک سلسلہ میں کچھ حصہ باطل اور کچھ حصہ بدعات کا ہے اور یہ شر پھیلانے اور خباثت میں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔
تمام صوفیوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں محمد ﷺ کی اتباع کریں اور جو کچھ کتاب وسنت میں ہے اس کو لازم پکڑیں، احکام ربانی کی بجا آوری ، ترکِ نواہی اور حدود اللہ کا لحاظ رکھنے اور بدعات ایجاد نہ کرنے میں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت قرار نہیں دیا اس امت کے سلف صالحین جو کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام ہیں کے منہج کو اختیار کریں،ان کے پاس عبادت کا کوئی ایسا کوئی طریقہ ایجاد کرنے کا اختیار نہیں جس کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ اکرام نے سر انجام نہیں دیا، ان لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور اپنے ان خود ساختہ سلاسل اور اجتماعی اذکار کو ترک کر دیں جو شریعت مطہرہ کے

خلاف ہیں یا اس کے علاوہ جو کچھ قدیم (صوفیاء) تیسری اور چوتھی صدی میں یا جدید (صوفیاء) دین کے نام پر ایجاکیا(سب کو ترک کر دیں)

تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس راستہ کو اپنائیں جس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی توحید،اس کے لیے اخلاص،اس کے احکام کی بجا آوری اور اس کی منع کردہ چیزوں سے ظاہری اور باطنی طور پر رکنا ہے،ان کو چاہیے کہ وہ اس کو لازم پکڑیں اور ہر قسم کی بدعات اور خرافات سے جو لوگوں کی ایجاد کردہ ہیں سے دور رہیں۔رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث ثابت ہے آپ نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے ، آپ نے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا:سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور سب سے بری چیز دین

میں نیا کام ایجاد کرنا ہے اور دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے لہٰذا یہ تمام سلاسل گمراہی ہیں چاہے وہ قدیم لوگوں نے ایجاد کیے یا جدید نے، ان کو ترک کرنا اور اس راستہ کو اپنانا واجب ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے عھد سے لے کر آج تک مسلمان چل رہے ہیں اور وہ کتاب و سنت کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کے دین پر استقامت ہے جیسا وہ دین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے پہنچا ہے کسی کمی اور زیادتی کے بغیر، یہ خود ساختہ سلاسل اور نئے نئے طریقے نہ ہی تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اور نہ ہی صحابہ اکرام نے ایسا کچھ کیا ہے۔اسی کو ہی بدعت کا نام دیا گیا ہے۔

مصر اور سوڈان میں انصار السنہ بہترین جماعت ہے انصار السنہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے چمٹے ہوئے ہیں یہ گمراہ لوگوں میں شامل نہیں ہیں بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو کتاب و سنت کی پیروی

کرنے والے ہیں۔اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے تہتر فرقے ہوجائیں گے سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے،پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا:جماعت یعنی وہ لوگ جو حق پر جمع رہیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے منہج پر چلیں گے، یہ صحابہ اکرام ہیں اور جو بھی ان کے راستے پر چلتا ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ (یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جو اس راستے پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں) یعنی وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کا طریقہ اپنایا، لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اسی راستے کو اپنائیں جو راستہ رسول اللہ ﷺ کا ہے،جو احکام کی بجاآوری اور نواہی کو ترک کرنے اور دین میں کوئی بدعات ایجاد نہ کرنے کا راستہ ہے نہ ہی اذکار میں،نہ ہی نماز میں،نہ ہی روزہ میں اور نہ ہی کسی اور عبادت میں، بلکہ اس راستے پر چلنا واجب ہے جس پر صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام چلے ہیں۔ جب لوگ فرقوں میں مبتلا ہوگئے ان کے درمیان بدعات، خواہش پرستی نے جنم لیا تو ہر ایک نے ایسا خودساختہ طریقہ ایجاد کرلیا جس کو اللہ تعالیٰ نے مشروع قرار نہیں دیا،اسی لیے یہ راستے تہتر کی تعداد کو پہنچ گئے سوائے فرقہ ناجیہ (کامیاب) کے۔ ان گمراہ فرقوں میں جہمیہ، معتزلہ، رافضی اور ان کے علاوہ بہت سی جماعتیں شامل ہیں۔

لہٰذا ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ ایسی تمام بدعات سے بچے جسے لوگوں نے ایجاد کرڈالا اور وہ اس راستے پر چلے جس پر رسول اللہ ﷺ ، آپ کے اصحاب اور تابعین چلے ہیں اور وہ راستہ یہ ہے کہ احکام کو مانا جائے، نواہی کوترک کیا جائے،اللہ کی حدود کو پامال نہ کیا جائے اور دین میں بدعات ایجاد کرنے سے باز آیا جائے۔

روافض (شیعہ) کی دعوت کا مقابلہ کرنے کی نصیحت

س۔ آپ مسلمانوں کو کس طرح نصیحت کریں گے کہ وہ رافضیوں کی فکر اور سوچ کے سامنے ڈٹ جائیں جو کہ موجودہ دور بہت زیادہ پھیل رہی ہے؟۔

ج۔ ہم مسلمانوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ رافضیوں کی دعوت سے ہرگز دھوکہ نہ کھائیں اگرچہ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ اسلام کی دعوت ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور نہ ہی یہ صحیح ہے یہ سب کا سب نفاق ہے،یہ لوگ منافق اور تقیہ باز ہیں، جو ان کی کتب کا مطالعہ کرے گا وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ جائے گا،لہٰذاتمام مسلمانوں اور مومنوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے دعویٰ کی حقیقت کو سمجھیں ان کے دعویٰ جمہوریہ الاسلامیہ کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ ظاہر میں اسلام کا لبادہ اور باطن میں اسلام کی دشمنی ہے، یہ لوگ باطنی طور پر بت پرست ،اسلام دشمن اور صحابہ کرام سے عداوت رکھنے والے

ہیں اور ان سے ہرگز راضی نھیں ہیں بلکہ یہ لوگ صحابہ کرام پر کفر اور فسق کے فتوے لگاتے ہیں سوائے چند لوگوں کے، بہرحال مقصود یہ ہے کہ خمینی اور ان کے پیروکار رافضیوں کے امام اور رافضی عقیدہ کی تعظیم کرنے والے اور اسی پر کاربند ہیں۔ یہ لوگ اثنا عشری اماموں کی تعظیم کرنے والے ہیں اور ان کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ آئمہ ہیں جن کے لیے ولایت واجب ہے اور ان کے علاوہ کسی اور کو ولایت کا حقدار سمجھنا باطل ہے اور ان سب کے سرخیل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو یہ لوگ سچے ہیں، وہ اللہ کے ولی اور صالح انسان تھے ۔وہ چوتھے خلیفہ اور تین خلفاء کے بعد صحابہ میں افضل ترین شخص تھے اسی طرح حسن اور حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابہ میں سے تھے مگر ان میں سے سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ ہی منصب خلافت پر فائز ہوئے اور وہ بھی تھوڑی مدت کے لیے خلیفہ بنے اور پھر انہوں نے اپنے آپ کو ہی

معزول کیا اور امامت اور ولایت کا حق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردیا۔سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ اور ان کے بعد آنے والے لوگ خلیفہ نہیں بنے مگر رافضیوں کے ہاں بصیرت کا فقدان ہے اور ان کے دعووں کی کوئی بنیاد نہیں۔

رافضیوں کی حسینیات (ماتمی مجالس اور جلوس) اوران میں ہونے والی خرافات کا حکم

س۔رافضیوں کے ماتمی جلوس، محافل اور جو کچھ وہاں ہوتا ہے جیسا کہ چہرے پر تھپڑ مارنا، ماتم کرنا اور بعض دفعہ زنجیروں سے ماتم اور اس کے ساتھ ساتھ فوت شدگان اور اہل بیت سے مدد طلب کرنے کا کیا حکم ہے؟۔

ج۔یہ کام انتہائی بُرا، گناہ اور بدعت ہے اس کو ترک کرنا واجب ہے ،ان مجالس میں شریک ہونا اوران میں پیش کی گئ دعوت سے کچھ کھانا پینا ہر گز جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ،اہل بیت اورصحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے ایسا نہیں کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا تو وہ مردود ہے (متفق علیہ) اور آپ نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر میرا حکم نہیں تو وہ مردود ہے (صحیح مسلم) اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی

اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ۔اس مفہوم کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔

جہاں تک فوت شدگان اور اہل بیت سے مدد طلب کرنے کا سوال ہے تو اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ شرک اکبر ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں)۔اور فرمایا: ﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (اور یہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو)۔اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مَنۡ لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴾ (اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں) اور فرمایا: ﴿ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً وَّكَانُوۡا بِعِبَادَتِهِمۡ كٰفِرِيۡنَ﴾ (اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔) اور فرمایا: ﴿يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ﴾ (وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب وماہتاب کو اسی نے کام پر لگا دیا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے یہی ہے اللہ تم سب کا

پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں) اور فرمایا: ﴿يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝۱۳ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ (وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب وماہتاب کو اسی نے کام پر لگا دیا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی

لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے شریک اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبر دار خبریں نہ دے گا)۔اس مفہوم پر مشتمل آیات بہت زیادہ ہیں اور نبی ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت ہے۔ یہ سنن اربع کی روایت ہے اور اس کی سند صحیح ہے-امام مسلم نے اپنی صحیح میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے-لہذا تمام شیعہ اور دیگر لوگوں کے لئے اپنی عبادت کو اللہ کے لئے خاص کرنا واجب ہے اور انہیں غیر اللہ سے استغاثہ (مدد مانگنا) کرنے، فوت شدگان اور غائب لوگوں سے دعا کرنے سے بچنا چاہیے ،چاہے وہ اہل بیت کے افراد ہوں یا ان کے علاوہ ہوں، اسی طرح جمادات بتوں، پتھروں، درختوں اور ستاروں وغیرہ سے دعا کرنے اور استغاثہ (مدد مانگنا) کرنے سے ہمارے ذکر کردہ دلائل کی بنیاد پر بچنا چاہیے ،اس پر علماء اہلسنت کا اور صحابہ اکرام کا اجماع ہے۔

شیعہ کے فرقوں کی تفصیل

س- محترم شیخ؛۔ ہمیں اس بات کی سخت حاجت ہے کہ آپ شیعہ سے اختلاف کا سبب ذکر کریں اور انکے عقائد واضح فرمادیں، اللہ تعالیٰ سب کو نور بصیرت عطا فرمائے۔

ج- شیعہ کے بہت سارے فرقے ہیں اس قلیل وقت میں ان کی تفصیل بیان کرنا آسان نہیں، مختصر یہ ہے کہ ان میں کچھ لوگ کافر یعنی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، جو علی رضی اللہ عنہ کی عبادت کرتے ہیں ان کا نعرہ (یا علی مدد) ہے، یہ لوگ سیدہ فاطمہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی بھی عبادت کرتے ان میں سے کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے امانت میں خیانت کی اس طرح کہ نبوت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بجائے محمد ﷺ کو دے دی- اس کے علاوہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو امامیہ -اور اثنا عشری رافضی ہیں۔۔ یہ لوگ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے آئمہ فرشتوں اور انبیاء سے بھی

افضل ہیں۔ ان کی بہت سی اقسام ہیں ان میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ کافر نہیں ہیں، ان میں سب سے نرم مزاج وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیہ تین خلفاء سے افضل ہیں ایسے لوگ کافر تو نہیں البتہ وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اس امت میں فضیلت کے لحاظ سے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چوتھا نمبر ہے جبکہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان سے افضل ہیں۔

جس نے علی رضی اللہ عنہ کو ان تین خلفاء پر فضیلت دی اس نے غلطی کی اور صحابہ کرام کے اجماع کا مخالف ہوا ایسا شخص کافر نہیں ہے-

ان لوگوں کے طبقات اور اقسام ہیں جو تفصیل دیکھنا چاہتا ہو تو وہ ائمہ کرام کا کلام پڑھے جیسا کہ محی الدین خطیب رحمہ اللہ کی کتاب الخطوط العریضۃ ،ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب منہاج السنہ اور احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتاب الشیعہ والسنہ ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی کتب اس موضوع پر موجود ہیں جن میں ان کی

غلطیوں اور ان کے شر کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے -ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

ان میں سب سے خبیث ترین فرقہ، امامیہ اثنا عشری اور نصیری ہے ان کو رافضی کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے زید بن علی کو فقط اس لیے چھوڑ دیا اور ان کی مخالفت کی کہ انہوں نے شیخین یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرا بازی کی مخالفت کی تھی۔ اسی لیے کسی شخص کو فقط اس کے دعویٰ کی بنیاد پر مسلمان تسلیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے دعویٰ کو پرکھا جائے گا ،جو فقط ایک اللہ کی عبادت کرے اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع کرے تو وہ مسلمان ہے اور جو اسلام لانے کا دعویٰ تو کرے لیکن حسین، فاطمہ رضی اللہ عنہما کی عبادت کرے یا بدوی اور عیدروس وغیرہ کی عبادت کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اسی طرح جو شخص دین کو گالی دے یا نماز ترک کر دے یا دین، نماز، زکوۃ

،روزہ کا مذاق اڑائے یا ﷺ کو جھٹلائے یا آپ کا مذاق اڑائے اور کہے کہ وہ تو ایک ان پڑھ شخص تھے یا یہ کہ انہوں نے رسالت کی ذمہ داری پوری نہیں کی اور اس کی کماحقہ تبلیغ نہیں کی تو یہ سب لوگ کافر ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کا حکم

س۔جو شخص اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دے یا توہین کرے اس کا کیا حکم ہے اور اس شخص کا بھی حکم بتایئے جو اللہ تعالیٰ کے واجب کردہ احکام کا انکار کرے یا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کسی چیز کو حلال قرار دے اس کا تفصیلی جواب بتائے کیونکہ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

ج۔جو شخص اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیاء کو کسی بھی قسم کی گالی دے یا ان کی توہین کرے یا پھر اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کا مذاق اڑائے وہ شخص کافر اور دین اسلام سے مرتد ہے چاہے وہ اسلام کا دعویٰ کرتا رہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ

وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ﴾ (کہہ دیجئے کہ اللہ اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں ، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے) اس موضوع پر ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)میں دلائل کی تفصیل ذکر کی ہے جو تفصیل دیکھنا چاہتا ہو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے ، یہ کتاب جہاں عظیم فائدہ کا باعث ہے وہاں اپنے مؤلف کے مقام ومرتبہ اور شرعی دلائل کے متعلق ان کی وسعت علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے-یہی حکم اس شخص کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی واجب کردہ کسی چیز کا انکار کرے یا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو حلال قرار دے جس کی حرمت علمی ضرورت اور اجماع کے تحت معلوم شدہ ہے جیسا کہ کوئی نماز، روزہ ،زکوۃ اور صاحب

استطاعت کے لیے حج کے وجوب کا یا والدین کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ کا انکار کرے- یہی حکم اس شخص کا ہے جو شراب پینے، والدین کی نافرمانی کرنے، لوگوں کے مال اور خون کو بغیر حق کے حلال تصور کرے ،سود کو حلال جانے یا پھر ایسی کسی بھی چیز کو حلال کہے جسے شریعت میں علمی ضرورت اور اجماع کے تحت حرام قرار دیا گیا ہے تو وہ اہل علم کے اجماع کی بنیاد پر کافر اور مرتد ہے چاہے وہ اسلام کا دعویٰ کرتا رہے - اہل علم نے ایسے مسائل کو نواقض اسلام (جو چیزیں اسلام سے نکال دینے والی ہیں)کی تفصیل میں مرتد کے حکم کے تحت بیان کیا ہے جو شخص تفصیل دیکھنا چاہتا ہو وہ مختلف کتابوں میں مذکورہ باب کے تحت دیکھ سکتا ہے، یہ کتب تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے اہل علم نے تحریر کی ہے اس موضوع کو پڑھنے والے کو تسلی بخش جواب ملے گا ان شاءاللہ-

کوئی آدمی اپنے جاہل ہونے کا عذر پیش نہیں کرسکتا کیونکہ

یہ مسائل مسلمانوں کے مابین معروف ہیں اور ان کا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے-

اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور ہمارے پیغمبر محمد علیہ الصلاۃ و السلام پر درود وسلام ہوں۔

غیر اللہ کی قسم کھانا کسی بھی حال میں جائز نہیں

س۔ رسول اللہ ﷺ کے نام کی قسم اٹھانا کیسا ہے؟

ج-اللہ کے علاوہ کسی کی قسم کھانا کسی بھی صورت جائز نہیں ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو، نہ ہی نبی ﷺ کی اور نہ ہی کسی اور کی- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :جو کوئی قسم اٹھانا چاہے تو اللہ کے نام کی اٹھائے یا پھر خاموش رہےاور فرمایا: اپنے آباؤ اجداد ، ماؤں اور اللہ کے شریکوں کی قسمیں نہ اٹھاو اور اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم نہ اٹھاو اور فرمایا :جس نے اللہ کے علاوہ کسی کی قسم اٹھائی تو اس نے شرک کیا- مسند احمد میں امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے اور ابو داؤد و ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا

شرک کیا اور آپ نے فرمایا: جس نے امانت داری کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں۔

مقصود یہ ہے کہ ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھانا واجب ہے جبکہ نبی یا غیر نبی کی قسم اٹھانا اسی طرح امانت یا کعبہ کی قسم اٹھانا ہرگز جائز نہیں۔ قسم صرف اکیلے اللہ کی اٹھائی جا سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی قسم اٹھانا چاہے تو اللہ کی اٹھائے ورنہ خاموش رہے۔ کسی بھی صورت میں غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں ۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

بچوں اور مریضوں کے لئے تعویذ لٹکانے کا حکم

قرآنی آیات و اذکار مساجد اور دفاتر کی دیواروں پر لٹکانے کا حکم

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے محترم بھائی کے نام -- اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپکے علم و ایمان میں اضافہ فرمائے آمین۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ-- اما بعد: آپ نے سوال کیا ہے-- اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے--کہ بچوں اور مریضوں کے گلے میں تعویذات اور قرآنی آیات اور اذکار مساجد اور دفاتر کی دیواروں پر لٹکانا کیسا ہے؟

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: یقینا جنتر منتر

تعویذ لٹکانا اور دھاگہ باندھنا شرک ہے- مذکورہ حدیث کی شرح میں اہل علم نے وضاحت کی ہے کہ یہاں جنتر منتر سے مراد وہ دم ہیں جن کے معانی معلوم نہ ہوں یا جنوں کے ناموں پر ہوں یا مجہول عبارات ہوں البتہ قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں سے دم مشروع ہے اس میں کوئی حرج نہیں- اس کی دلیل نبی ﷺ کا مندرجہ ذیل فرمان ہے: ایسے دم میں حرج نہیں جو شرک نہ ہو- (صحیح مسلم) آپ سے یہ بھی ثابت ہے جب آپ کی طبیعت ناساز ہوئی تو جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کو ان کلمات کے ساتھ دم کیا **«بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ، أَوْ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ»**

(میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے اور ہر حاسد نفس اور آنکھ سے اللہ آپ کو شفا دے

میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں)(تین مرتبہ) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صحابہ کرام کو دم کیا کرتے تھے ۔

(تولۃ) یہ جادو کی ایک قسم ہے یہ سب حرام ہے-اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:﴿ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾

(اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت) سلیمان کی

حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل میں ہاروت ماروت دو فرشتوں پر جادو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ جادو سیکھنا کفر اور شیطانی عمل ہے کیونکہ یہ شیطانوں کی عبادت اور اس چیز کے تقرب کا باعث بنتا ہے جس سے وہ محبت کرتے ہیں۔

(تمائم) تعویذات اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو بچوں اور مریضوں کے جسم پر باندھی جاتی ہیں جیسا کہ کڑے ،منکے ، گھونگے، چمڑے اور کپڑے کے ٹکڑے، ایسے اوراق جو طلسماتی و مبہم عبارتوں پر مشتمل ہوں یا ان میں ہندسے لکھے ہوں- بعض لوگ قرآنی آیات لکھتے ہیں ۔علماء کے صحیح قول کے مطابق ایسے تعویذات بھی صحیح نہیں ہیں۔ ان کو حرز اور جوامع بھی کہا جاتا ہے یہ سب کچھ ناجائز

ہے بلکہ مذکورہ حدیث کی بنیاد پر شرک اصغر ہے ۔یعنی یہ حدیث کہ: جنتر منتر اور تعویذ گنڈے شرک ہے۔ اسے امام احمد اور ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے: جو شخص تعویذ لٹکائے اللہ اس کے ارادے کو مکمل نہ کرے اور جو گھونگے لٹکائے اللہ اسے سکون نہ دے اور جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا- ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی قرآن مجید یا کسی اور چیز سے لکھے گئے تعویذ کو لٹکانا مکروہ خیال کرتے تھے

، یہاں کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے-

علامہ شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے اپنی کتاب(فتح المجید شرح کتاب التوحید)میں اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ (باب ماجاء في الرقي والتمائم) کے تحت بیان کیا ہے جس کا مطالعہ

بہت مفید ہے - جو بات میں نے آپ کے سامنے یہاں ذکر کی ہے یہ اہل علم کے ہاں قرآن مجید پر مشتمل تعویذات کے بارے میں معتبر ہے- اگر یہ تعویذ قرآن مجید کے علاوہ ہوں تو ان کے ناجائز ہونے میں مذکورہ دلائل کی بنیاد پر اختلاف نہیں ہے-

صحیح بات یہی ہے قرآن مجید سے لکھے گئے تعویزات بھی عام احادیث کی بنیاد پر ممنوع ہیں اور م شرک کے دروازوں کو بند کرنے کا ایک ذریعہ ہیں - تعویذات لٹکانا شرک اصغر ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور کبھی یہ شرک اکبر ہے جب ان کو پہننے والا یہ عقیدہ رکھے کہ یہی تعویذات مصائب اور تکالیف کو دور کرسکتے ہیں-

رہا قرآن مجید کی آیات اور احادیث کو دفاتر یا مدرسہ کی دیواروں پر نصیحت اور فائدہ کے لیے لٹکانا تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ مسجد کی دیواروں پر لٹکانا مکروہ ہے کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے نمازی اپنی

نماز سے مشغول ہو جاتے ہیں اور یہ نمازیوں کے لیے تشویش کا باعث ہے-

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو خیر اور بھلائی نصیب فرمائے اور ہم سب کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے ،اس پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنے نفسوں کے شرور ، ہمارے برے اعمال اور فتنوں سے سے محفوظ فرمائے

بےشک وہ ہر بات پر قادر ہے -

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مفتی عام مملکہ عربیہ سعودیہ و رئیس فتاوی کمیٹی وا ادارہ بحوث علمیہ و الافتاء

کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کا حکم

س-میں امید کرتا ہوں کے آپ مجھے اس شخص کے بارے میں بتائیں گے جو کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ان لوگوں کی باتیں تقریباً ٹھیک ہوتی ہیں اور یہ کہ بعض دفعہ یہ انسان کے قریبی رشتے داروں کا نام بھی بتاتے ہیں ان کے گھر مال اور اولاد کے متعلق بھی خبر دیتے ہیں۔

ج- یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے دور میں،اس سے پہلے اور بعد میں بھی موجود رہا اس لئے نبی کریم ﷺ نے کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے اور ان سے کوئی چیز پوچھنے سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :جو کسی عراف(نجومی کاہن) کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھاتو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی (صحیح مسلم) اور فرمایا :جو کسی کاہن(نجومی) کے پاس آیا اور اس کی باتوں

کی تصدیق کردی تو اس نے محمد ﷺ پر اترنے والی شریعت سے کفر کر ڈالا۔

بعض لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے پاس جانے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: کہ وہ کچھ نہیں ہیں۔" لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! بعض دفعہ وہ ایسی بات بتاتے ہیں یا ایسی خبر دیتے ہیں۔ جو سچ ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: وہ بات حق ہوتی ہے جس کو جن (یعنی شیطان) اچک لیتا ہے اور اپنے دوست (کاہن) کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے۔ پھر وہ کاہن اس بات میں سو باتیں جھوٹی ملا دیتے ہیں-ایک روایت میں ہے سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں۔)

لوگ کہتے ہیں کہ آج اس نے فلاں فلاں بات صحیح کہی ہے تو یہ چیز

اس کی جھوٹی باتوں کو بھی سچ ماننے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کاہنوں کے پاس جنوں میں سے کچھ شیاطین (مؤکل)ہوتے ہیں جو انکو بعض

غیب کی خبریں دیتے رہتے ہیں بعض دفعہ دوسرے ملکوں کی بھی خبریں دیتے ہیں یہ بات زمانہ جاہلیت اور اسلام میں معروف ہے۔ جب کسی ایک کے پاس خبر پہنچ گئی ہے تو وہ اپنے دوسرے نجومی اور کاہن ساتھیوں کو بتاتا ہے کہ آج رات فلاں فلاں کام ہوا ہے پھر جنات دوسرے کاہن اور نجومیوں کو یہ خبریں بتاتے ہیں شیاطین بھی انہی میں سے ہیں اس طرح یہ خبریں ساری دنیا میں پھیل جاتی ہیں بعض لوگ ان کو سن کر دھوکا میں آ جاتے ہیں اور ان لوگوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

بعض دفعہ جنات کان لگا کر خبریں چوری کرتے یہ ان فرشتوں

کی آپس میں کی گئی گفتگو سن لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ان احکام کے بارے میں ہوتی ہے جو اس نے زمین والوں کے لیے دیے ہوتے یا جو کچھ زمین میں ہونے والا ہوتا ہے وہ اس کا تذکرہ کر رہے ہوتے ہیں

۔ جب یہ کوئی کلمہ چوری سن لیتے ہیں تو اپنے کاہن نجومی اور جادوگر ساتھی کے کان میں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عنقریب ایسے ایسے ہونے والا ہے پھر یہ لوگ اسی کلمہ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس میں جھوٹ ملا کر لوگوں کو بیان کرتے ہیں اور ان حوادث کی بنا پر ان کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں۔اسی بنا پر لوگ نجومیوں اور کاہنوں کی تصدیق کرتے اور ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں - مریض حضرات دھاگوں پر اعتماد کرتے ہیں اور جو کچھ ان سے سن رکھا ہوتا ہےاسی پر اعتبار کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں انہوں نے فلاں

فلاں سچی بات کی ہے-

لہذا واجب ہے کہ نہ ہی ان کے پاس جایا جائے اور نہ ہی ان سے کچھ پوچھا جائے اور نہ ہی ان کی تصدیق کی جائے۔ یہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے ان کو چاہیے کہ اپنے مریضوں کا علاج شریعت کے

بتائے ہوئے طریقے کے مطابق قرآن مجید کی قرات اور جائز دوا سے ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق کریں ۔ اسباب اور وسائل اختیار کرنا شرعی طور پر جائز ہے جن کو اپنا کر انسان ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ سکتا ہے۔

درگاہوں کی زیارت اور ان کو بوسہ دینے کا حکم

س-اگر کوئی کسی بزرگ ،امام اور سید کی درگاہ کی زیارت اسکی کھڑکی ،دروازہ یا دہلیز کو چومنے کے لیے کرتا ہے تو کیا یہ گناہ کی بات ہے؟، اگر زیارت کرنے والا یہ کہے کہ اے بزرگ: میں تیری بارگاہ میں آیا ہوں کہ تو مجھے اس مصیبت سے نجات دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم واضح کیجئے۔

ج- قبروں کی زیارت مردوں کے حق میں سنت موکدہ ہے بشرطیکہ مقصد میت کے لیے دعا ، استغفار اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرنا ہو جیسا کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب قبروں کی زیارت کیا کرتے تھے ۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا : قبروں کی زیارت کیا کرو یہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی۔ قبروں کی زیارت میں عظیم خیر اور بہترین مصلحتیں ہیں، انسان کو آخرت و موت یاد

آتی ہے اور وہ مرنے والوں کے لیے استغفار طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحم کی اپیل کرتا ہے یہ زیارت جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ صحابہ اکرام کو قبروں کی زیارت کی دعا بھی سکھایا کرتے تھے کہ وہ کہیں (**السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ،نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ**) عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں یہ الفاظ ہیں(**يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ**)

یہ جائز زیارت ہے لیکن اگر کوئی فوت شدگان سے دعا کرے اور کہے کہ میں تمہارے پاس حاضر ہوا ہوں میرا مرض ختم کرنے کے لیے میری سفارش کرو یا مجھے فلاں فلاں مصیبت سے آزاد کرو تو یہ شرک اکبر ہے۔ ایسی دعا کسی بزرگ، سید، امام اور نبی سے جائز نہیں۔اور اسی طرح ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یا کسی اور سے بھی ایسا کہنا ہرگز جائز نہیں۔

کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ فوت شدگان سے یہ کہے کہ میری مدد کرو یا میرے مریض کو شفا دو یا میری گمشدہ چیز واپس لوٹا دو یا مجھے فلاں مصیبت سے نجات دو اور نہ ہی وہ کسی فوت شدہ سے یہ کہے کہ میں تیری درگاہ پر آیا ہوں تو میرے لئے کافی ہوجا، مجھے بخش دے یہ سب کچھ ناجائز ہے بلکہ شرک اکبر ہے کیوں کہ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ یہ باتیں نہ ہی تو کسی فوت شدہ سے کی جاسکتی ہیں نہ ہی جمادات سے جیسے درخت اور پتھر وغیرہ اورنہ ہی کسی جن سے اور نہ ہی کسی فرشتے سے بلکہ یہ سب کچھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ قبروں پر جاکر ایسا کرتے ہیں وہ شرک اکبر کا ارتکاب کر رہے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ڈرایا ہے اور اسی لیے اس نے آسمان سے کتابیں اتاریں ہیں اور اسی لیے ہی رسولوں کو مبعوث فرمایا ہے ۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:﴿ الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ

فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ‌ؕ اِنَّنِىۡ لَكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ ﴾ (الر، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔) اور فرمایا:﴿ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔) اور فرمایا :﴿ وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ﴾ (بلاشبہ یقینا ہم نے بھیجا ہر امت ایک رسول کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو)۔

عبادت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حق ہے لہذا بندے کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی فوت شدہ سے ،کسی پتھر سے، کسی ستارے سے ، کسی درخت سے ،کسی جن سے یا کسی فرشتے سے شفا طلب کرے یا

پھر مصائب دور کرنے کرنے کی درخواست کرے یہ سب کا سب ناجائز ہے بلکہ شرک اکبر ہے۔

قبروں کی شرعی زیارت یہ ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہاں جا کر فوت شدگان کے لیے دعا کرے، قبرستان میں یہ دعا پڑھے

(السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ،نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ) یا اس طرح کی دیگر دعائیں پڑھے۔

رہا دہلیز، کھڑکیوں یا دروازوں کو چومنا یا قبر کو برکت کے لیے چھونا یہ سب کا سب ناجائز ہے۔جو قبر کے پاس کھڑا ہو وہ مسنون دعا پڑھے اور فوت شدگان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحم کی اپیل کرے۔

قبروں پر عمارت تعمیر کرنا،ان پر مسجد یا گنبد بنانا ناجائز ہے یہ بعد

کے لوگوں کی ایجاد کردہ بدعات ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔اور فرمایا: خبردار تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا خبردار تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پکا بنانے سے،ان پر بیٹھنے سے اور ان پر عمارت تعمیر کرنے سے منع کیا ہے۔قبروں کو پکا بنانا، ان پر عمارت تعمیر کرنا اوران کو سجدہ گاہ بنا نا گناہ کا کام ہے اور ہر گز جائز نہیں اور یہ فوت شدگان کے متعلق غلو اور غیر اللہ کی عبادت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔
قبروں کی زیارت کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ تمام شرعی امور

کا لحاظ رکھے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھی ہیں ان سے اجتناب کرے اور قبروں کی زیارت اسی طرح کرے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے بعد صحابہ کرام نے کی ہےاور وہ یہ ہے کہ فوت شد گان کے لئے دعا کرے ان کے لیے رحم کی اپیل اور استغفار طلب کرے۔

فوت شد گان سے دعا کرنا ،ان سے مدد طلب کرنا، ان کے لیے نذرونیاز دینا ان سے التجائیں کرنا اور ان سے پناہ وغیرہ مانگنا یہ سب ناجائز ہے اور تمام کا تمام شرک ہے۔

اسی طرح قبروں کے پاس بیٹھ کر (مقام قبولیت سمجھتے ہوئے) اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا یا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ اس سے بچنا واجب ہے کیونکہ یہ شرک کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔فوت شد گان سے دعا مانگنا ،ان سے مدد اور شفاعت طلب کرنا یہ شرک اکبر ہے

اور قبروں کے پاس جا کر (مقام قبولیت سمجھتے ہوئے) دعا کرنا یا وہاں نماز پڑھنا بدعت ہے اور شرک کے وسائل میں سے ہے۔

اسی طرح قبروں پر عمارت تعمیر کرنااور ان پر گنبد بنانا بدعت ہے یہ بھی شرک کے ذرائع میں سے ہے۔

لہذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان تمام چیزوں سے بچیں اور قبروں کو اپنی اصلی پہلی حالت میں واپس لائیں اور ان پر جو گنبد، عمارتیں،مزارات اور مساجد بنا رکھی ہیں ان کو گرا دیں، ان کو چاہیے قبروں کو کھلے میدان میں بنائیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں ظاہر اور سورج کی دھوپ میں تھیں ان پر کوئی گنبد، عمارت اور مسجد نہ تھی شریعت کا یہی حکم ہے۔ ہم اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا حکم

س-سائل کا کہنا ہے جشن میلاد النبی ﷺ منانا کیسا ہے اور جو اس میں شریک ہو اس کا کیا حکم ہے اور اگر کوئی ایسی حالت میں فوت ہو جائے تو کیا اسے عذاب ہو گا ؟

ج-شریعت میں ایسی کوئی دلیل موجود نہیں جس کی بناء پر نبی ﷺ یا کسی اور کی ولادت کا جشن منایا جا سکتا ہو۔ جہاں تک ہم شریعت مطہرہ کا علم رکھتے ہیں اور محققین اہل علم کی رائے ہے اس کے مطابق جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ شریعت کا علم رکھنے والے تھے اور جو کچھ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اسے لوگوں تک پہنچانے والے تھے انہوں نے اپنی ولادت کا جشن نہیں منایا نہ ہی آپ کے صحابہ اور خلفائے

راشدین نے ایسا کیا ہے اور نہ ہی قرونِ اولیٰ میں اس کی کوئی دلیل ملتی ہے۔ اگر یہ نیکی ،خیر ،سنت اور صحیح راستہ ہوتا تووہ اس پر عمل کرنے میں ضرور جلدی کرتے ، نبی ﷺ اس کو کبھی ترک نہ کرتے اور امت کو اس کی تعلیم ضرور دیتے خود بھی اس پر عمل پیرا ہوتے آپ کے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی اس کا اہتمام کرتے ۔جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس سے یہ واضح ہوگیا کہ شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ۔اسی طرح قرون اولیٰ میں کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا اس سے یہ واضح ہے کہ یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :جس نے ہمارے اس دین میں ایسا نیا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ آپ نے فرمایا :جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔ اس طرح کی بہت سی روایات موجود ہیں

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا یا کسی اور کی ولادت کا دن منانا جیسے بدوی اور حسین رضی اللہ عنہ کا تو یہ بدعت اور ان منکرات میں سے ہے جس کو ترک کرنا اہل اسلام پر واجب ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو خوشی منانے کے لیے دو عظیم دن عنایت فرمائے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ دو دن بدعتی محافل منعقد کرنے اور نئی عیدیں ایجاد کرنے کے مقابلے میں کافی ہیں۔

آپ کی ولادت پر جشن منانا نبی ﷺ کی محبت کی علامت نہیں ہے آپکی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کی پیروی کی جائے ، آپ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق زندگی گزاری جائے، اس کا دفاع کیا جائے اور اس پر استقامت اختیار کی جائے ،یہی سچی محبت ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ

اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔)

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میلاد کی محفلیں منعقد کرنے یا بدعات کا ارتکاب کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، شریعت پر ثابت قدم رہنے، اللہ کے راستے میں جہاد ، سنت رسول ﷺ کی دعوت ،اس کی تعظیم ، سنت کے دفاع اور سنت کے مخالفین کے رد سے حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ سچی محبت آپ کے اقوال اور اعمال پر عمل، نبی ﷺ کے منہج پر چلنے اوراس کی طرف دعوت دینے سے حاصل ہوگی۔

یہی وہ سچی محبت ہے جس پر شرعی عمل اور ایسا عمل دلیل ہے جو شریعت کے مطابق ہو۔

رہی یہ بات کے اس کو عذاب ہو گا یا نہیں ہو گا یہ الگ مسئلہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے بدعات اور گناہ عذاب کے اسباب میں سے ہیں لیکن کبھی انسان کو اس کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اس لیے کہ اس نے یہ عمل جہالت کی وجہ سے کیا ہوتا ہے یا کسی ایسے شخص کی تقلید میں کیا ہوتا ہے جس کو وہ صحیح سمجھتا ہے یا پھر اس نے جو دوسرے نیک اعمال کیے ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا سبب بن جاتے ہیں یا پھر انبیاء اور مومنین کی سفارش سے اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ گناہ اور بدعات عذاب کے اسباب میں سے ہیں

اور ان کے مرتکب کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے بشرطیکہ اس کی بدعت اس کے کفر کا سبب نہ ہو۔ اگر اس کی بدعت میں شرک اکبر پایا جاتا ہو جو اس کے کفر کا سبب ہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا ۔العیاذ باللہ ۔لیکن اگر اس کی بدعت میں شرک اکبر نہ ہو جیسا کہ بدعتی نماز اور بدعتی محافل جس میں شرک نہ ہو تو یہ دوسرے گناہوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے)۔

جن لوگوں نے خودساختہ عیدیں بنا رکھی ہیں ان کا یہ فعل بدعت اور گناہ ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے،اسی طرح بعض لوگ اپنے

والدین اور مشائخ وغیرہ کے عید میلاد مناتے ہیں یہ سب کچھ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا واجب ہے۔

اور جو کچھ فاطمیوں نے ایجاد کرڈالا یہ چوتھی یا پانچویں صدی ہجری میں مصر اور مراکش میں موجود تھا، ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ ،حسن ،حسین سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور اپنے حکمرانوں کا میلاد منایا ، ان کے بعد یہی میلاد شیعوں نے اپنا لیا یہ سب کچھ بلا شک بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جو کہ معلم کائنات اورہادی برحق ہیں اور صحابہ کرام جو انبیاء کے بعد سب سے افضل جماعت ہیں ان سے ایسی محافل کا کوئی وجود نہیں ملتا،آپ نے واضح انداز سے شریعت پہنچائی مگر اپنا عید میلاد نہیں منایااور نہ ہی اس کی تعلیم دی اور نہ آپ کے اصحاب سے جو افضل ترین لوگ تھے ایسی محافل کا کوئی ثبوت ملتاہے حالانکہ وہ نبی ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے تھے اور نہ ہی تابعین سے ایسا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ یہ بدعت ، شرک کا سبب اور انبیاء و صالحین کی شان میں غلو کا باعث ہے یہ لوگ بعض دفعہ صالحین کی مدح سرائی میں اس قدر غلو کرتے ہیں جس میں شرک یعنی شرک اکبر پایا جاتا ہے جیسا کہ ان کے بارے میں دعویٰ کرنا کہ وہ علم غیب جانتے ہیں یا یہ کہ ان کو (مصائب میں) پکارا جا سکتا ہے یا ان سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔ ایسی بدعتی محافل میں لوگ شرک کی کئی قسموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور انہیں اس کا شعور بھی نہیں ہوتا یا بعض دفعہ شعور ہوتا بھی ہے۔

لہذا ان (خود ساختہ محافل) کو ترک کرنا واجب ہے اور محافل میلاد مقرر کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ محافل مقرر کرنے والے نبی ﷺ سے واقعتا محبت رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ سے محبت کی دلیل آپ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کی یہی دلیل ہے جیسا کہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا:﴿ قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾

(کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔)

جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ حق کی اتباع کرے ، اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لائے، اس کی حرام کردہ چیزوں کو ترک کردے ،اللہ کی مقرر کردہ حدود کو پامال نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تلاش کرے اور ہر اس چیز سے بچے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو یہی سچی محبت کی دلیل ہے،رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا یہی منہج ہے۔

نبی ﷺ کے میلاد کا جشن منانا یا شیخ عبدالقادر جیلانی ،بدوی

اور فلاں فلاں کی محفل میلاد منانا سب بدعت اور گناہ ہے جس کو ترک کرنا واجب ہے کیوں کہ خیراور بھلائی رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور صحابہ کرام و سلف صالحین کے طریقہ پر چلنے میں ہے جبکہ دین میں بدعت ایجاد کرنا اور سلف صالحین کے طریقہ کی مخالفت شر اور فساد ہے۔

یہی واجب ہے اور یہی ہمارا فتویٰ ہے ،یہی وہ حق راستہ ہے جس پر اس امت کے سلف صالحین چلے ہیں جو کوئی اس کی مخالفت کرے یا مختلف تاویلات سے کام لے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ اسی (بدعات،خرافات کی) وجہ سے بہت سے ممالک میں دین کی عمارت زمین بوس ہوگئی ،انہی باطل تاویلات اور تساہل(سستی) کی وجہ سے لوگوں پر معاملات خلط ملط ہوگئے ،بدعت کا ظہور ہوا ،سنت مٹ گئی -لاحول ولا قوۃ الا باللہ- واللہ المستعان۔

معراج کی رات محافل منعقد کرنے کا حکم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلی أصحابہ اما بعد: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ معراج اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی قدرومنزلت کی دلیل ہے ،اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کی زبردست قوت کے دلائل میں سے ہے ۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات سے بلند اور ان کے اوپر ہے- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ (پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس

لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے ،ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے حتیٰ کہ وہ ساتویں آسمان پر جا پہنچے ،اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ سے کلام کیا ،اللہ نے آپ پر پانچ نمازیں فرض کیں جو پہلے مرحلہ میں پچاس نمازیں فرض ہوئی تھیں پھر رسول اللہ ﷺ بار بار اللہ تعالیٰ کے پاس واپس جاتے رہے اور نمازوں میں تخفیف کا سوال کرتے رہے حتیٰ کے اللہ تعالیٰ نے ان کو پانچ کردیا ،اب نمازیں تو پانچ فرض ہیں مگر ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے کیونکہ ہر نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتے ہیں اور اس کی تعریف بھی کرتے ہیں۔

کسی بھی صحیح حدیث میں معراج کی رات کا تعین نہیں ہوا ہے کہ یہ رجب میں ہے یا کسی اور ماہ میں ہے۔معراج کی تعیین میں جو کچھ بھی ذکر کیا جاتا ہے وہ ماہرین حدیث کے نزدیک نبی ﷺ سے کسی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ۔ لوگوں کو اس کی معین تاریخ کا علم نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور اگر علم ہوتا بھی تو پھر بھی مسلمانوں کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اس رات کو عبادت کے لئے خاص کرتے اور اس میں خاص محافل منعقد کرتے کیونکہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام نے اس رات میں کوئی خاص محفل منعقد نہیں کی اور نہ ہی کوئی خاص عبادت کی ہے ،اگر اس رات میں خاص محافل منعقد کرنا مشروع ہوتا تو نبی ﷺ امت کو ضرور بتلاتے یا تو اس کا حکم دیتے یا یا پھر خود محافل منعقد کرتے ، اگر رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہوتا تو وہ ضرور نقل کیا جاتا اور یہ بات مشہور ہوتی ،صحابہ کرام نبی ﷺ سے ہم تک یہ بات ضرور نقل کرتے کیونکہ انہوں

نے آپ سے ہر وہ چیز نقل کی ہے جس کی امت کو ضرورت ہے ،انہوں نے دین نقل کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی کا مظاہرہ نہیں کیا،اگر اس رات میں محافل منعقد کرنا مشروع ہوتا تو صحابہ اکرام اس پر عمل کرنے میں سب سے آگے ہوتے ۔ نبی ﷺ لوگوں کے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں ،انہوں نے پوری رسالت لوگوں تک پہنچائی اور امانت بہترین طریقے سے ادا کی۔ اگر اس رات

کی تعظیم اور اس میں محافل منعقد کرنا دین کا حصہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ کبھی اس سے خاموش نہ رہتے اور اس کو پردہ خفا میں نہ رکھتے جب ان سے ایسی کوئی چیز ثابت نہیں تو پتہ چلا کہ اس رات کی تعظیم کرنا اور اس میں محافل منعقد کرنا دین نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور جس شخص نے اللہ کے فرمان سے ہٹ کر شریعت سازی کی کوشش کی تو اس کو علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اسے

ممنوع قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا:
﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔)

اور فرمایا: ﴿ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ‌ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴾ (کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں اگر فیصلے کا دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ کر دیا جاتا یقیناً (ان) ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔)

رسول اللہ ﷺ سے ایسی بہت سی احادیث صحیح سند کے ساتھ

ثابت ہیں جن میں بدعت سے ڈرایا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ گمراہی ہے یہ سب کچھ امت کو بدعت

کے خوفناک نتائج سے تنبیہ اور اس سے دور رہنے کے لیے ہے،

چند احادیث درج ذیل ہیں:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے -مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر میرا حکم نہیں تو وہ مردود ہے - صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جمعہ کے خطبہ میں یہ کہا کرتے تھے اما بعد: سب سے اچھی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے برے کام بدعت کے کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی

ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ (رض) سے روایت کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئےاور ایسا جامع وعظ کیا کہ دل کانپ اٹھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی ہے جس طرح رخصت کرنے والا نصیحت کرتا ہے آپ ہم سے کوئی عہد لے لیں،آپ نے فرمایا: اللہ کے ڈر کو مضبوطی سے پکڑو،امیر کا حکم سننا اور ماننا لازم کرلو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو۔ عنقریب تم میرے بعد سخت اختلافات دیکھو گے، پس تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم اپنانا، ان کے طریقہ کو دانتوں سے پکڑ لینا، بدعات سے اپنے آپ کو بچانا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ ان معانی پر مشتمل احادیث کثرت سے موجود ہیں، صحابہ اکرام اور ان کے بعد سلف صالحین سے کثرت کے ساتھ ایسے اقوال موجود ہیں جن میں بدعت سے ڈرایا گیا ہے، ان سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ دین میں زیادتی ہے، یہ ایسی شریعت سازی ہے جس کے اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور یہ اللہ کے دشمن یہودیوں اور عیسائیوں کے

ساتھ تشبیہ ہے جنہوں نے اللہ کے دین میں زیادتی کا ارتکاب کیا اور ایسی بدعات ایجاد کیں جن کے اللہ نے اجازت نہیں دی تھی۔

بدعات سے یہ لازم آتا ہے کہ دین اسلام ناقص ہے اور اپنی تکمیل کے بعد بھی نامکمل ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ بدعات عظیم فساد اور ایسا شنیع گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے متصادم ہے:﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔)۔

لہٰذا ایسی محافل منعقد کرنا درحقیقت نبی کریم ﷺ کی ان

احادیث کی واضح مخالفت ہے جن میں بدعت سے ڈرایا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جو اوپر دلائل ذکر کیے گئے ہیں یہ کافی

ہیں اور متلاشیان حق کے لیے مذکورہ بدعات کے رد میں اطمینان بخش ہیں، میری مراد معراج کی رات محافل مقرر کرنا اور ان کے خطرہ سے ہوشیار رہنا ہے اور یہ کہ دین اسلام میں اس کی گنجائش نہیں۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کرنا ،ان کے سامنے اللہ کا دین بیان کرنا واجب اور علم چھپانا حرام قرار دیا ہے اس لیے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس بدعت پر تنبیہ کی جائے جو بہت سے ملکوں میں پھیل چکی ہے یہاں تک کہ بہت سے لوگ اسے دین کا حصہ خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حالات نگران اور انہیں دین کی سمجھ بوجھ دینے والا ، انہیں حق پر چلانے والا اور ثابت قدم رکھنے والا ہے- وہ بہترین کارساز اور قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے رسول ﷺ ان کی آل اور ان کے اصحاب پر درود و سلام نازل فرمائے۔

فرقہ وارانہ جماعتوں کی طرف منسوب ہونے کا حکم

س- محترم شیخ :آپ دین کے دعاۃ کو بدعتی لوگوں کے مقابلے میں کیا موقف اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں، اسی طرح خاص طور پر نوجوانوں کے لیے آپ کی نصیحت کیا ہے جو اپنے آپ کو فرقہ وارانہ جماعتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں (اگرچہ ان کا دعویٰ دینی جماعت کا ہو) ؟۔

ج۔ ہم اپنے تمام بھائیوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف پوری حکمت، بہترین نصیحت اور نرم اندازِ گفتگو کے ذریعے بلائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر ایک کو اسی بنیاد پر دین کی دعوت دیں یہاں تک کہ اہل بدعت کو بھی جبکہ وہ بدعت کا اظہار کریں اور ان کی غلط باتوں کا انکار کریں چاہے وہ شیعہ ہوں یا کوئی اور ہوں۔ مومن جب بھی بدعت کو دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ شرعی طریقہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حتی المقدور اس کا انکار کرے-

بدعت سے مراد وہ کام ہے جو دین کے اندر لوگوں نے ایجاد کیا اور اسے دین کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ اس میں سے نہیں - اس کی دلیل نبی ﷺ یہ فرمان ہے: جس نے ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر میرا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔ اس کی کئی مثالیں ہیں جیسا کہ رفض کی بدعت ،اعتزال کی بدعت، ارجاء کی بدعت، خوارج کی بدعت ، جشن عید میلاد النبی کی بدعت، قبروں پر عمارت بنانے کی بدعت اور ان کو مسجد بنانے کی بدعت وغیرہ۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنا، خیر کی طرف ان کی رہنمائی کرنا، جو کچھ انہوں نے ایجاد کر رکھا ہے شرعی دلائل کی روشنی میں اس کا انکار کرنا، جہالت دور کرنے کے لیے ان کو تعلیم دینا، ان کو بہترین طریقے سے سمجھانا اور ان کے لیے دلائل واضح کرنا واجب ہے شاید کے وہ حق بات قبول کرلیں۔

رہا ان گمراہ جماعتوں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا تو اس کا ترک واجب ہے، ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول

ﷺ کی طرف ہی نسبت رکھے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملے میں پورے صدق واخلاص کے ساتھ ایک دوسرے کا تعاون کریں پھر یہ وہی جماعت ہوگی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ فرمایا:

﴿أُولَٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

(یہ خدائی لشکر ہے آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔) اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کریمہ میں ان کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲﴾

(اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ خدائی لشکر ہے آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔)

ان لوگوں کی عظیم صفات اللہ تعالیٰ نے سورہ الذاریات میں بھی بیان فرمائی ہیں: ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ ﴾ (بیشک تقوی

والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہونگے۔ ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا اسے لے رہے ہونگے وہ تو اس سے پہلے ہی نیکوکار تھے۔ وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور صبح کے وقت استغفار کیا کرتے تھے۔اور ان کے مال میں مانگنے والوں اور سوال سے بچنے والوں کا حق تھا۔

یہ ان لوگوں کی صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے یہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے علاوہ کسی چیز کی دعوت نہیں دیتے اور یہ اس راستے پر چلتے ہیں جو اس امت کے سلف صالحین یعنی صحابہ کرام اور تابعین اور انکی راہ پر چلنے والوں کا منہج ہے۔

یہ لوگ تمام جماعتوں اور تمام گروہوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر کاربند ہونے کی نصیحت کرتے ہیں اور تمام اختلافی مسائل کو کتاب و سنت پر پیش کرنے کی دعوت دیتے ہیں ان میں سے جو کچھ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے موافق ہو وہ حق ہے اس کو لے لیا جائے اور جو خلاف ہو وہ

باطل ہے اس کا چھوڑنا واجب ہے۔

اس اصول کے پیش نظر کسی جماعت کے مابین کوئی فرق نہیں وہ اخوان المسلمین ہو ،انصار السنہ ہو، جمیعہ شریعہ ہو، جماعت تبلیغ ہو یا اس کے علاوہ کوئی اورایسی جماعت ہو جواسلام کی طرف منسوب ہو ۔کتاب و سنت کی دعوت پر ہی اتفاق و اتحاد اور مشترکہ ہدف ممکن ہو سکتا ہے اور تمام لوگ ایک جماعت بن سکتے ہیں جس کو اہل السنہ والجماعۃ کہا جاسکتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے اس کے دین کی نصرت کرنے والے اور اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

کسی جماعت کے لیے تعصب یا گروبندی کرنا شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔

جس مسجد میں قبر ہو اس میں نماز پڑھنے کا حکم

س-ایک بھائی (م-أ-ن) مصر سے سوال کرتے ہیں کیا اس مسجد میں نماز جائز ہے جس میں قبریں پائی جاتی ہوں؟۔

ج۔ وہ مساجد جن میں قبریں ہو ان میں نماز نہ پڑھی جائے ان قبروں کو اکھاڑنا اور ان کی باقیات کو عام قبرستان میں دفن کرنا واجب ہے ۔ہر قبر کی باقیات کو عام قبور کی طرح ایک مستقل قبر میں دفن کیا جائے- یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ کسی مسجد میں قبروں کو باقی رکھا جائے، چاہے وہ کسی ولی کی قبر ہو یا کسی عام انسان کی ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور ڈرایا ہے ۔ اسی وجہ سے آپ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی ہے- صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا- عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: آپ ان کے اس فعل سے ڈرا رہے تھے -متفق علیہ

جب ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپکو حبشہ کے گرجا کے متعلق بتایا جس میں تصاویر تھیں تو آپ نے فرمایا: ان لوگوں میں جب کوئی نیک انسان فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں تصویریں بنا ڈالتے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں گے۔ متفق علیہ

اور فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔(مسلم) جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کیا ہے اور ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور یہ بھی بتایا کہ یہ بدترین لوگ ہیں لہذا اس سے بچنا واجب ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ

جس نے قبر کے پاس نماز پڑھی یا اس کے اوپر مسجد بنائی تو اس نے قبر کو مسجد بنا دیا اس لئے واجب ہے کے قبروں کو مساجد سے دور کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق مسجدوں میں قبریں نہ بنائی جائیں اور اس لعنت سے بچا جائے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شخص کے لیے صادر ہوئی ہے جو قبروں پر مساجد بناتا ہے کیونکہ جس شخص نے ایسی مسجد میں نماز پڑھی جس میں قبر ہے تو شیطان اس کے لیے فوت شدگان کو پکارنا ،ان سے مدد طلب کرنا ،ان کے لیے نماز پڑھنااور ان کو سجدہ کرنا مزین کر دے گا پھر ایسا شخص شرک اکبر میں مبتلا ہوجائے گا ۔یہ عمل یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے لہذا ان کی مخالفت اور ان کے طریقے اور ان کے اس برے عمل سے دور رہناضروری ہے۔

اگر یہ قبریں پہلے سے موجود ہوں اور ان پر مسجد بنا دی جائے تو اس کو منہدم کرنااور زائل کرناواجب ہے کیونکہ یہ بدعت ہے جیسا کہ

اہل علم نے اس کی وضاحت کی ہے، یہ در حقیقت اسباب شرک کو روکنے اوراس کے ذرائع کو بند کرنے کی بناء پر ہے۔

ایک شبہ جو قبر پرست اکثر بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی قبر بھی تو مسجد کے اندر ہے۔

اس کا جواب یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو مسجد میں دفن نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے آپکو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں دفن کیا تھا۔

جب ولید بن عبدالملک نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں مسجد نبوی کی توسیع کی تو اس نے حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مسجد نبوی میں شامل کر دیا، یہ اس نے برا کام کیا بعض اہل علم نے اسکے اس فعل پر انکار کیا لیکن اس کا اعتقاد یہ تھا کہ مسجد میں توسیع کے لحاظ سے حجرے کو شامل کر دینا کوئی گناہ کا کام نہیں لہذا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کے اس فعل کو قبروں پر مساجد

بنانے یا مساجد میں فوت شدگان کو دفن کرنے کی دلیل بنائے کیونکہ یہ صحیح احادیث کے بالکل منافی ہے اور یہ کہ یہ قبروں والو ں کے ذریعے شرک کرنے کے اسباب میں سے ہیں۔

بے نماز کا حکم

س-کیا بے نماز کافر ہے اور ملت اسلام سے خارج ہے؟

ج- بے نماز کی دو حالتیں ہیں :

اول: کہ وہ نماز بھی نہیں پڑھتا اور اس کے وجوب کا بھی انکار کرتا ہے یعنی وہ یہ کہتا ہے کہ نماز اس پر واجب نہیں ہے حالانکہ وہ اس کا مکلف ہے ایسا شخص اہل علم کے اجماع کی بنیاد پر کافر ہے۔ جس نے بھی نماز کے وجوب کا انکار کیا تو اس کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح کسی بالغ فرد نے رمضان کے روزوں کے وجوب کا انکار کیا یا طاقت ہونے کے باوجود حج کے وجوب کا انکار کیا یا زنا کے حرام ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ یہ

حلال ہے یا سود کے حرام ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ یہ حلال ہے تو ایسے شخص کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

دوم: جس نے سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز چھوڑی مگر یہ ایمان رکھتا ہے کہ نماز پڑھنا واجب ہے تو اس کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے اور اس کا کفر، کفر اکبر ہے اور کہا کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، یہ اسی شخص کی طرح ہی ہے جس نے نماز کے وجوب کا انکار کیا۔ ایسا شخص اگر فوت ہو جائے تو اسکو غسل نہ دیا جائے ، اسکی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے ، اس کے قریبی مسلمان رشتے دار اس کے وارث نہیں بنیں گے۔ اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: آدمی اور کفر وشرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے (مسلم) اس حدیث میں اس کے کفر کی وضاحت موجود ہے –

جب کفر اور شرک مطلق طور پر ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد شرک اکبر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے لہٰذا جو شخص نماز چھوڑ دیتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔(مسند احمد)

بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ اس کو کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ فعل کفر اصغر ہے کیونکہ یہ شخص توحید کی گواہی دیتا ہے جو کہ (لا الہ اللہ محمد رسول اللہ) ہے اور یہ ایمان بھی رکھتا ہے کی نماز اس پر فرض ہے۔ انہوں نے نماز کو زکوۃ،روزہ اور حج کے ساتھ ملایا ہے کہ جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گناہ گار تو ہے لیکن کافر نہیں۔ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ اس نے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے لیکن اس وجہ سے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔

پہلا قول صحیح ہے(یعنی تارک نماز کافر ہے) کیونکہ نماز کی اہمیت اور عظمت بہت زیادہ ہے جو کہ زکوۃ ،روزہ اور حج سے مختلف ہے۔

نماز درحقیقت زکوۃ،روزہ اور حج سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ شہادتین کے بعد نماز کا مقام ومرتبہ ہے اور یہ اسلام کا ستون ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس دین و مذہب کی بنیاد اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے۔

اسی طرح مسند احمد میں بہترین سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک دن صحابہ اکرام کی محفل میں نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص اس کی پابندی کرے گا تو یہ اس کے لئے قیامت کے دن روشنی، دلیل اور نجات کا سبب بن جائے گی اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرے گا تو وہ اس کے لئے روشنی دلیل اور نجات کا سبب نہیں بنے گی اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

بعض علماء کے نزدیک بے نماز کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کافر ہے یعنی کفر اکبر کا مرتکب ہے کیونکہ کافر سرداروں کے ساتھ اس کا حشر دلیل ہے کہ یہ ان ہی کی طرح ہے۔

نماز باجماعت کا حکم

س- نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے یا سنت ہے کہا جاتا ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھنے والے کو ثواب ہوتا ہے اور اکیلے پڑھنے والے کو گناہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے، لیکن اگر کوئی گھر میں نماز پڑھے تو اسے گناہ نہیں ہوگا۔ محترم شیخ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

ج- مذکورہ فضیلت کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے، باجماعت نماز ادا کرنا نبی ﷺ کے اس فرمان کی بنیاد پر واجب ہے۔

آپ نے فرمایا: جس نے اذان سنی اور نماز کے لیے حاضر نہ ہوا تو اس کی نماز نہیں مگر یہ کہ اسے کوئی عذر ہو۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا عذر کیا ہو سکتا ہے؟ تو انہوں

نے فرمایا: خوف یا مرض۔

ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے کوئی مسجد میں لے کر آنے والا نہیں کیا مجھے اجازت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہیں اذان سنائی دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا: پھر مسجد میں نماز پڑھو۔

آپ نے فرمایا: میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان آدمیوں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہ گئے ہیں پھر میں لکڑیاں جمع کروا کے ان کے گھروں کو جلا ڈالنے کا حکم دوں۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ نماز باجماعت سے وہی پیچھے رہتا تھا جو پکا منافق ہے یا پھر مریض ہے ۔

رہی یہ دلیل کہ باجماعت نماز گھر میں اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے،اس سے گھر میں نماز پڑھنے کا جواز

ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ باجماعت نماز افضل بھی ہے اور واجب بھی ہے ۔عذر والے شخص جیسا کہ مریض وغیرہ کے علاوہ کوئی بھی مرد گھر میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔

طبلہ ،تمباکو اور نسوار وغیرہ استعمال کرنے کا حکم

س- سائل کا کہنا ہے کہ ہمارے ہاں سوڈان میں بعض صوفیاء (النوبة) استعمال کرتے ہیں جو طبلہ کی ایک قسم ہے ،وہ اسے ذکر اذکاراور میلاد کی محافل میں استعمال کرتے ہیں ، وہ لوگ تمباکو پیتے اور نسوار کھاتے ہیں ، اس کا استعمال یہاں پر عام ہے براہ کرم اس کا حکم واضح فرما دیں اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔

ج-بعض صوفیاء لہو و ولعب کے آلات کے ساتھ عبادت کرتے ہیں جیسے طبلہ ،سرنگی اور دیگر موسیقی کے آلات جس سے ان کو بے ہوشی اور غشی کے دورے پڑنا شروع ہو جاتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے - یہ فعل نہ تو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کچھ ثابت ہے۔

لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس کو ترک کردےاور اللہ تعالیٰ

کی حرام کردہ چیزوں کے ذریعے اسکی عبادت نہ کرے۔یقینا گانا گانا ،طبلہ بجانا اور اس طرح کی محفلیں منعقد کرنا گناہ کا کام ہے۔مسلمان کو چاہئے کہ وہ ایسی چیزوں سے باز رہےاور اللہ تعالیٰ کا ذکر اسی طرح کرے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے سکھلایا ہے یہ ذکر مسجد میں ہو، گھر میں ہو یا کسی بھی جگہ پر ہو، اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت گھر، مسجد یا کسی بھی جگہ کرے لیکن سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کرے۔

ذکر کی یہ خاص محفلیں جن میں طبلہ، سرنگی، گانے یا کوئی بھی ایسا خاص کلام پڑھا جائے تو یہ درحقیقت صوفیوں کی ایجاد ہے جسے انہوں نے عبادت کے لئے اپنا خاص شعار بنا رکھا ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

یہ سب کا سب گناہ کا کام اور بدعت ہے جس سے ہر حال میں باز رہنا چاہیے اس پر بہت سے اہل علم تنبیہ فرما چکے ہیں جیسا کہ ابن

قیم رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ۔انھوں نے ان کی غلطیوں کو واضح بھی کیا اور ان کو تنبیہ بھی کی ہے کہ یہ طریقہ غلط ہے اور صحیح نہیں ہے اس کو ترک کر دینا چاہیے۔

جہاں تک تمباکو کی بات ہے تو یہ حرام ہے چاہے اس کو سونگھا جائے،ناک میں چڑھایا جائے یا پھر پیا جائے کیونکہ اس میں بہت نقصانات ہیں۔تمباکو نوشی گناہ ہے اور اپنے بے شمار نقصانات اور خباثت کی وجہ سے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پاک چیزیں حلال کی ہیں جن میں تمباکو اور نشہ آور اشیاء شامل نہیں ہیں بلکہ یہ گندی اور خبیث چیزیں ہیں جو حرام ہیں۔

ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ ان تمام چیزوں سے دور رہے جو اس کے لیے دین و دنیا میں نقصان کا باعث ہیں ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ﴾ (آپ سے دریافت کرتے ہیں ان کے لئے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ

تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے لیے پاک چیزیں حلال کی ہیں جبکہ تمباکو ان میں شامل نہیں بلکہ یہ خبیث اور گندی چیز ہے جو کہ حرام ہے اسی طرح تمام نشہ آور چیزیں جیسا کہ شراب، حشیش اور بھنگ وغیرہ اگرچہ بعض لوگ ان کے بارے میں تنازع کرتے ہیں۔

مومن پر واجب ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کو ترک کرے، جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں یا جو بھی ان کے مشابہ اشیاء ہیں سب سے دور رہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور عزت محفوظ کر لی اور آپ نے فرمایا: جو چیز تجھے شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور جو شک والی نہ ہو اس کو اختیار کر لو۔

مومن اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کے قریب نہیں جاتا اور جو حرام سے مشابہ ہیں ان سے بھی دور بھاگتا ہے تاکہ حرام چیزوں میں واقع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عافیت سے نوازے اور ہدایت دے۔

شراب اور نشہ آور اشیا کا حکم

س- شراب کے حرام ہونے کا حکم موجود ہے لیکن اس دور میں موجود مختلف نشہ آور اشیاء کا کیا حکم ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں نہیں تھیں جیسا کہ نشہ آور گولیاں وغیرہ کیونکہ ان اشیاء کا استعمال کرنے والے بعض لوگ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ ان نشہ آور اشیاء کا استعمال گناہ ہے حالانکہ یہ عقل و نسل کی خرابی کا باعث ہیں اور ان کی وجہ سے کئی خاندان برباد ہو چکے ہیں اور ان کے برے اثرات خاندانوں کی تباہی اور مسلمانوں کی بربادی کی صورت میں ظاہر ہوچکے ہیں؟۔

ج- رسول اللہ ﷺ نے شراب کا حکم واضح کردیا ہے یہ کسی چیز سے بھی بنائی گئی ہو۔ آپ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے -اور فرمایا: جس کی کثیر مقدار نشہ لائے

اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے ۔ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے حرام ہے کھانا ہو، پینا ہو ،گولیاں ہو یا تمباکونوشی ہو سب کا سب حرام ہے۔ہر وہ چیز جو نشہ کا باعث اور بندوں کے لیے نقصان دہ ہو رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ فرامین کی بنیاد پر حرام ہے۔کھانے پینے والی تمام نشہ آور اشیاء حرام ہیں،ہر نشہ آور چیز حرام ہے اس کی دلیل نبی ﷺ کہ مندرجہ ذیل فرامین ہیں۔ آپ نے فرمایا :ہر نشہ آور چیز حرام ہے،اور فرمایا: پینے والی جو چیز بھی نشہ لائے وہ حرام ہے، اور فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے -اور فرمایا: جس کی کثیر مقدار نشہ لائے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔یہ حکم عام ہے تمام ضررساں گولیاں نشہ آور اشیاء پینے والی ہوں یا کھانے والی ہو ں جیسا کہ حشیش ان سب میں نشہ کی علت موجود ہےاوران کا استعمال نقصان دہ ہے لہذا یہ حرام ہے۔ ایسی اشیاء جن سے نشہ تو نہ ہو مگر استعمال کرنے والے کے لیے

نقصان دہ اور واضح طور پر ضرر کا باعث ہوں تو وہ بھی حرام ہیں جیسا کہ تمباکو نوشی وغیرہ ،یہ لوگوں کی عادت بن چکی ہے اس سے اگرچہ نشہ تو نہیں ہوتا مگر یہ نقصان دہ ہے۔یاد رکھو جو اشیاء نشہ آور ہیں وہ اپنے نشہ کی وجہ سے اور جو نقصان دہ ہیں وہ اپنے نقصان، انسانی بدن کو خراب کرنے ،اور عقل کو کمزور کرنے کی وجہ سے حرام ہیں۔یہ نشہ آور گولیاں ہوں یا کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ ہوں ،اسی طرح ماہر اطباء جس چیز کے نقصان دہ ہونے کی گواہی دیں یا تجربات سے کسی چیز کا نقصان دہ ہونا ثابت ہوجائے تو وہ حرام ہے اور اس کا استعمال گناہ ہے۔ اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:کسی کو نہ ابتداء نقصان پہنچایا جائے اور نہ بدلے میں۔اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :﴿ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ (اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو)۔اللہ تعالیٰ نے ہم پر ہر وہ چیز حرام قرار دے دی ہے جو ہمارے عقل اور بدن کو

نقصان پہنچائے یا پھر اس میں نشہ ہو کیونکہ یہ چیزیں عقل پر حاوی ہو جاتی ہیں اور اسکو نقصان پہنچاتی ہیں اور کئی قسم کی خرابیوں کا باعث بنتی ہیں لہذا حرام ہیں۔ نشہ میں دھت شخص کبھی قتل کر دیتا ہے، کبھی زنا کرتا ہے ، کبھی چوری کرتا ہے اس کے علاوہ بھی نشہ میں بہت سے فساد پنہاں ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

(اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو) ۔لفظ (فاجتنبوہ) ان چیزوں کے شدید حرام ہونے پر دلیل ہے یعنی ان چیزوں سے دور بھاگو، اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ

الزُّوۡرِ ﴾ (پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے)۔لفظ (فاجتنبوہ) (فاترکوہ ۔چھوڑ دو) سے زیادہ بلیغ ہے - پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ اِنَّمَا يُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّوۡقِعَ بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِى الۡخَمۡرِ وَالۡمَيۡسِرِ وَيَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ‌ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴾ (شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کہ ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تمہیں باز رکھے۔ سو اب بھی باز آجاؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ سنی تو کہنے لگے: ہم رک گئے، ہم رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ بات واضح کردی ہے کہ شراب، جوا ، قمار بازی وغیرہ گندے اور شیطانی اعمال ہیں اور یہ ان کے شدید حرام ہونے کی دلیل ہے-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (فاجتنبوہ- ان سے بالکل الگ رہو) پھر فرمایا:

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ) ۔اللہ تعالیٰ نے کامیابی کو ان کاموں سے بچنے کے ساتھ مشروط کر دیا ہے اور یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ یہ کام عداوت دشمنی اور لڑائی کا باعث ہیں لہٰذا اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ ان چیزوں سے دور بھاگیں اور دوسروں کو بھی ان امور کو ترک کرنے کی نصیحت کریں اور جو کوئی ایسا کرے اس کو روکیں - واللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تمباکو نوشی اور اس کی خرید وفروخت کا حکم

س۔ تمباکونوشی کا کیا حکم ہے کیا یہ حرام ہے یا مکروہ ہے اور تمباکو بیچنا اور اس کی تجارت کرنا کیسا ہے ؟

ج۔ تمباکو نوشی حرام ہے کیونکہ یہ خبیث چیز ہے اور اس کے استعمال میں بہت سے نقصانات ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پاک چیزیں کھانے پینے کے لیے حلال جبکہ خبیث چیزیں حرام قرار دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ﴾ (آپ سے دریافت کرتے ہیں ان کے لئے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی سورہ اعراف میں صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿يَأْمُرُهُم بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَىٰهُمْ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ

عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ ﴾ (وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بناتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں)۔

تمباکو کی تمام قسمیں خبیث ہیں اور یہ طیبات یعنی پاکیزہ چیزوں میں شامل نہیں اسی طرح تمام نشہ آور اشیاء خبیث ہیں تمباکو نہ ہی تو پینا جائز ہے اور نہ ہی اس کی تجارت جائز ہے کیونکہ اس کے نقصانات عظیم اور انجام بہت برا ہے۔

لہٰذا ہر اس مسلمان پر فورا توبہ کرنا ، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ، جو کچھ وہ پہلے کر چکا اس پر شرمندہ ہونا اور اس فعل کی طرف نہ لوٹنے کا پکا عزم کرنا ضروری ہے جو تمباکو نوشی یا پھر اس کی تجارت کرتا ہے۔جو اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (اے مسلمانوں ! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ نجات پاؤ)۔ اور فرمایا: ﴿ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى﴾ (ہاں بیشک میں انھیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: توبہ پچھلے تمام گناہوں کی معافی کا سبب ہے اور آپ نے فرمایا: جس نے گناہ سے توبہ کرلی وہ ایسے ہی جیسے اس کا کوئی گناہ نہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حالات بہتر فرمائے اور انہیں شریعت کی مخالفت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، بے شک وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

مرد وزن کا اختلاط

یہ پیغام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے ہر اس مسلمان بھائی اور بہن کے لیے ہے جو بھی اس کو پڑھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو نیکی کے کام کرنے اور بدعات و خرافات اور گناہوں سے بچنے کی توفیق دے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ -اما بعد:

وعظ و نصیحت کے واجبات میں سے ہے کہ میں ایک ایسے کام پر تنبیہ کروں جس پر خاموش رہنا قطعا صحیح نہیں ہے بلکہ اس سے بچنا اور دور رہنا واجب ہے۔یہ مسئلہ مرد وزن کا اختلاط ہے۔

بعض جاہل قسم کے لوگ مختلف مقامات پر اور بستیوں میں غیر محرم کے ساتھ اختلاط میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے اور اسے اپنے آباؤ اجداد کی عادات بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی نیت صاف ہے ۔ہم دیکھتے ہیں کہ عورت اپنے خاوند کے بھائی(دیور)

یا اپنی بہن کے خاوند(بہنوئی)یا اپنے چچا زاد بھائیوں (کزن)یا دیگر غیر محرم رشتہ داروں کے ساتھ بغیر شرعی حجاب کے بے پرواہ ہوکر بیٹھتی ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ ایک مسلمان عورت کے لیے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا اور ان سے چہرہ چھپانا واجب ہے۔ اس کے واجب ہونے پر قرآن و سنت اور اجماع سلف صالحین سے دلائل موجود ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠﴾

(مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں) ۔اور فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّۚ ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا﴾ (اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے)۔

(جلباب) سے مراد وہ چادر ہے جو دوپٹے کے اوپر ہوتی ہے جو عبایا کے قائم مقام ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ (رض) کہتی ہیں کہ جب آیت کریمہ «يدنين عليهن من جلابيبهن» "(وہ اپنے اوپر چادر لٹکا لیا کریں) نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں اس طرح نکلتیں کہ سیاہ چادروں کی وجہ سے ایسا لگتا گویا ان کے سروں پر کوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

مذکورہ آیات کریمہ اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ عورت کیلئے اپنا سر، اپنے بال ،اپنی گردن، اپنا سینہ اور چہرہ غیر محرم

مردوں سے ڈھانپنا واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے ان اعضاء میں سے کسی کا بھی کھولنا حرام ہے۔سنت میں سے اس کے دلائل یہ ہیں :جب نبی صلی ﷺ نے عورتوں کو عیدگاہ کی طرف نکلنے کا حکم دیا توان میں سے کسی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ جب ہم میں سے کسی کے پاس برقع نہ ہو تو اس کو باہر نکلنے میں کچھ حرج ہے؟آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ والی کو چاہیے کہ وہ اپنا برقع اسے اڑھالے(بخاری،مسلم) یہ حدیث دلیل ہے کہ صحابیات کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے اوپر ایک بڑی چادر اوڑھے بغیر نہیں نکلتی تھی اورنبی کریم ﷺ نے انہیں بغیر جلباب (جسم کو مکمل ڈھانپنے والی چادر)کے نکلنے کی اجازت نہیں دی۔

متفق علیہ روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی فجر کی نماز میں آپ کے ہمراہ کچھ مسلمان عورتیں بھی اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی حاضر ہوتی تھیں اور جب وہ اپنے گھروں کو واپس ہوتیں تو اتنا اندھیرا ہوتا کہ کوئی شخص عورتوں کو پہچان نہ سکتا تھا۔

اور ان سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ اگر آج کی عورتوں کے حالات دیکھ لیتے تو انہیں ضرور مسجدوں میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ حجاب اور ستر صحابہ کرام کی عورتوں کی عادت تھی جو اس امت کے سب سے بہترین اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے عزت والے، اخلاق وآداب کے لحاظ سے سب سے اعلی، ایمان کے لحاظ سے کامل ترین اور عمل کے لحاظ سے سب سے بہترین لوگ تھے وہ دوسرے لوگوں کے لئے نیک رہنما تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم سفر کے دوران حالت احرام میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور احرام کی وجہ سے ہمارے منہ کھلے ہوئے تھے اور ہمارے قریب سے قافلے گزرتے، چنانچہ جب کوئی قافلہ ہمارے سامنے سے گزرتا تو ہم میں سے ہر عورت پردہ کی غرض سے اپنی چادر اپنے سر پر تان کر اپنے منہ پر اس طرح ڈال لیتی تھی کہ وہ چادر اس کے منہ کو نہ لگتی اور جب قافلہ ہمارے سامنے سے گزر جاتا تو ہم اپنا منہ

کھول دیتے تھے۔(ابو داؤد، مسند احمد)۔

اس روایت میں یہ الفاظ جب سوار ہمارے قریب آتے تو ہم میں سے ہر ایک عورت اپنی بڑی چادر اپنے سر پر رکھ کر چہرے پر ڈال لیتی، دلیل ہے کہ چہرے کا پردہ واجب ہے کیونکہ احرام کی حالت میں جہاں اجنبی مرد نہ ہو وہاں چہرہ کھلا رکھنا مشروع ہے تو اس سے پتہ چلا کہ جب شرعی طور پر کوئی ممانعت نہ ہو تو چیر اڈھانپنا واجب ہے۔

جب ہم بے پردگی اور عورت کے چہرہ کھلا رکھنے پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں بہت ساری خرابیاں ہیں جن میں سے ایک وہ فتنہ ہے جو عورتوں کے چہرہ کھلا رکھنے کی وجہ سے جنم لیتا ہے جو جہاں شر اور فساد کا سبب ہے وہاں عورتوں سے حیا کے ختم ہونے اور مردوں کے لیے فتنہ کا کا باعث ہے۔

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ اجنبی مردوں کی موجودگی

میں عورت کا چہرہ کھلا رکھنا ، گلا ، سینہ ، بازو اور پنڈلیاں یا یا جسم کا کوئی حصہ اجنبی مردوں کے لیے ظاہر کرنا حرام ہے۔ اسی طرح غیر محرم مردوں کے ساتھ خلوت (تنہائی میں اکٹھا ہونا) یا غیر محرم مردوں کے پاس بغیر پردہ کے جانا حرام ہے کیونکہ جب عورت چہرہ کھلا رکھنے میں اور بے پردہ ہو کر باہر نکلنے میں اپنے آپ کو مردوں کے برابر سمجھے تو اس سے حیا ختم ہو جاتی ہے اور وہ مردوں کی بھیڑ میں داخل ہونے میں شرم محسوس نہیں کرتی، یہ بہت بڑا فتنہ اور عظیم فساد ہے۔

ایک دن نبی ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مرد اور عورتیں راستے میں اکٹھے جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: تم عورتیں پرے ہٹو راستہ کے درمیان میں چلنا تمہارا حق نہیں، تمہارے لئے راستوں کے کناروں پر چلنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس کے بعد عورت دیوار سے لگ کر چلتی تھی اس کا کپڑا دیوار کے کھردے پن کی وجہ سے دیوار میں اٹک جاتا

تھا۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ﴾ (مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) کی تشریح میں فرمایا: عورت کے لیے اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کھولنا حرام اور اس کو ڈھانپنا واجب ہے ۔اسی طرح اجنبی مرد کے ساتھ خلوت(تنہائی میں اکھٹا ہونا) اور ان سے اختلاط یا ان سے مصافحہ کرنا حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ان لوگوں کی تفصیل بیان کی ہے جو اس کی زینت دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں سے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو

شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانوں! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ نجات پاؤ۔)

رہا خاوند کا بھائی یا بہن کا خاوند یا چچازاد ، خالہ زاد اور ماموں زاد بھائی یا اس طرح کے دوسرے لوگ تو یہ محرم نہیں ہیں۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کے چہرے کو دیکھیں اور نہ ہی عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کی موجودگی میں اپنا چہرہ کھولے کیونکہ اس میں عظیم فتنہ ہے۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس (تنہائی میں) جانے سے پرہیز کرو، ایک انصاری شخص نے کہا کہا، دیور کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: دیور تو موت ہے (یعنی اس سے زیادہ بچنا چاہیئے)۔

(الحمو) سے مراد خاوند کا بھائی ، اس کا چچا ،تایا وغیرہ ہیں

اور یہ حکم اس لیے ہے کہ وہ گھر میں بغیر کسی شک اور رکاوٹ کے داخل ہوتے ہیں لیکن وہ فقط خاوند کے قریبی رشتے دار ہونے کی وجہ سے محرم نہیں ہیں۔ اس بنا پر کسی بھی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے لئے اپنی زینت کا اظہار کرے اگرچہ وہ نیک اور بااعتماد ہی کیوں نہ ہوں؟ کیونکہ مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے لیے زینت ظاہر کرنے کی اجازت دی ہے ان میں خاوند کا بھائی اس کا چچا اور چچا کے بیٹے وغیرہ شامل نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے سوائے اس کے کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو --(متفق علیہ)

محرم سے مراد وہ مرد ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے اسکا نکاح حرام ہو چاہے تو نسب یا رضاعت کی بنیاد پر ہو یا داماد اور سسر ہونے کے اعتبار سے جیسا کہ باب، بیٹا، بھائی، چچا ماموں، سسر اور داماد وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے اس لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان ان کے لیے گمراہی کا جال بچھائے، اور ان کو فساد اور وسوسوں میں مبتلا دے اور ان کے لیے گناہ کو مزین کرکے پیش کرے ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا نہ ہو ورنہ تیسرا شیطان ہوگا۔اس کو امام احمد نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بعض ملکوں میں اس بنیاد پر مرد و زن کا اختلاط پایا جاتاہے کہ یہ ان کی اور ان کے ملک کے باشندوں کی عادت ہے تو ان کو چاہیے کہ وہ اس بری عادت کے خاتمہ کے لیے اپنے نفسوں سے جہاد کریں اور اس برائی کو ختم کرنے کے لیے اس کے خلاف فیصلہ کن جنگ کریں تا کہ عزتیں محفوظ ہو سکیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون ہوسکے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ جو کچھ وہ کر چکے اس پر اللہ

تعالیٰ سے توبہ کریں اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں پوری کوشش کریں ، اسی پر قائم رہیں اور حق کی نصرت میں اور باطل کو باطل ثابت کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی کوئی پروا نہ کریں ،بعض لوگوں کا مذاق اوراستہزاء انہیں اس راستہ سے نہ ہٹائے۔

ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت پر پوری رضاورغبت کے ساتھ عمل کرے اور اسکے تابع رہے، اللہ تعالیٰ کے انعامات میں رغبت رکھے اوراس کے عذابوں سے ڈرتا رہے اگرچہ اس معاملے میں اس کا سب سے قریبی اور محبوب شخص ہی اس کی مخالفت کرے۔ ایسی خواہشات اور عادات کی پیروی کرنا جائز نہیں ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مشروع قرار نہیں دیا کیونکہ اسلام حق ، ہدایت اور اعتدال کا دین ہے۔اس دین میں بہترین اخلاق اوربہترین اعمال کی دعوت ہے اور جو کچھ اس کے خلاف ہے اس سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنی رضامندی نصیب فرمائے اور ہم سب کو ہمارے نفسوں کے شرور اور برے اعمال سے محفوظ رکھے بے شک وہ رب کریم ہے اور ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ،ان کی آل اور ان کے اصحاب پر درود و سلام ہوں۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

زنا کا جرم اور اس کے اثرات سے بچنے کا طریقہ

س- جو شخص زنا جیسے جرم میں مبتلا ہوگیا ہو تو اس سے چھٹکارا پانے کے لیے اس پر کیا واجب ہے؟۔

ج- زنا بہت بڑا حرام فعل اور کبیرہ گناہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے مشرکوں ،بے گناہ افراد کے قاتلوں اور زانیوں سے ان کے خوفناک گناہ اور قبیح ترین فعل کی وجہ سے جہنم میں ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہو کر رہنےاور دوہرے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ (اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔)

اگر کوئی شخص ان میں سے کسی جرم میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے فورا سچی توبہ کرے، پھر ایمان صادق اور عمل صالح سے اس کی اتباع بھی کرے ۔سچی توبہ یہ ہے کہ انسان اس گناہ کو فورا چھوڑ دے،اس پہ شرمندہ ہو اور دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹنے کا پکا اور سچا عزم کرے۔یہ (توبہ) اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا خوف ،

اس کی عظمت کا اقرار، اس سے ثواب کی امید اور اس کے عذابوں سے بچنے کے لیے ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی﴾ (ہاں بیشک میں انھیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔)

ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے کہ وہ اس فحاشی اور اس کی طرف لے جانے والے تمام وسائل سے مکمل طور پر اجتناب کرے اور جو کچھ اس نے پچھلی زندگی میں کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ سے فورا توبہ کرے ،اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والوں کی توبہ بھی قبول کرتا ہے اور ان کے گناہوں کو بھی معاف کرتا ہے۔

مشت زنی، لواطت اور جانوروں سے بد فعلی کرنے کا حکم

س- ایسے شخص کا کیا حکم ہے جس کا دعویٰ ہو کہ وہ زنا سے بچنے کے لئے مشت زنی کرتا ہے نیز لواطت کا کیا حکم ہے اور جو جانور سے بد فعلی کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے یہ بھی واضح کر دیں کہ ان لوگو ں پر کیا حد واجب ہوتی ہے ؟۔

ج-مسلمان کے لئے مشت زنی کرنا حرام ہے۔۔ یعنی اپنے ہاتھ سے فائدہ اٹھانا۔۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس میں مومنوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝٥ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝٦ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝٧﴾ (جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے

والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔ جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کر جانے والے ہیں۔)

رہا قوم لوط کا عمل جسے لواطت کہا جاتا ہے --یعنی مردوں سے شہوت پوری کرنا-- تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے اس عمل کی قرآن مجید کی کئی آیات میں مذمت بیان فرمائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ دنیا میں قوم لوط سے پہلے کسی نے اس فحاشی کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان کے اس گناہ ،کفر و گمراہی اورنافرمانی کے سبب عذاب سے دوچار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں انکے گھروں کو زمین میں دھنسانے اور ان پر پتھروں کی بارش کا تذکرہ کیا ہے۔ہم اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے ایسے افعال سے اللہ تعالیٰ کی عافیت طلب کرتے ہیں۔

لواطت کی سزا قتل ہے چاہے کوئی کنوارا ہو یا شادی شدہ ہو بشرطیکہ شرعی عدالت میں ان کا جرم ثابت ہو جائے یہ معاملہ حکمران اور اس کے نائب کے سپرد ہے۔

جانور سے بد فعلی کرنا حرام ہے اور جو ایسا کرے اس کو تعزیری سزا دی جانی چاہیے بشرطیکہ اس کا جرم عدالت میں ثابت ہوجائے اور تعزیر کا تعین شرعی عدالت کرے گی۔

بعض اہل علم کے نزدیک اسے قتل کیا جائے گا لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی کیونکہ جس حدیث میں قتل کا ذکر ہے وہ ثابت نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ولی کے بغیر نکاح (کا حکم)

س۔ ہمارے ہاں آسان نکاح کی اصطلاح پائی جاتی ہے یہ دولہا دلہن کے مابین مہر پر نکاح کیا جاتا ہے جس میں گواہ تو حاضر ہوتے ہیں لیکن ولی کی اجازت نہیں ہوتی یا تو وہ حاضر نہیں ہوتا یا پھر وہ اجازت نہیں دیتا۔کیا ایسا نکاح صحیح ہے؟۔

ج۔ ایسا نکاح صحیح نہیں کیونکہ ولی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ولی کہ بغیر نکاح نہیں۔ عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی اور نہ ہی کسی دوسری عورت کا کرا سکتی ہے، نکاح میں ولی کا ہونا ضروری ہے۔نکاح میں چار لوگ ضروری ہیں

ولی،دولہا اور دو گواہ، یہ شرعی نکاح ہے ولی وہ شخص ہوگا جو عورت کا سب سے قریبی مرد رشتہ دار ہے اور یہ اس کا باپ ہے پھر دادا ہے اسی طرح اوپر تک، پھر بیٹا ہے پھر پوتا ہے نیچے تک پھر اس کا حقیقی بھائی ہے پھر باپ شریک بھائی اسی طرح قریب سے قریب

مرد رشتہ دار(ولی ہو گا) نکاح میں ولی کا ہونا ضروری ہے اور یہ کہ یہ مسلمان ہو ،بہترین اور معتدل ہو۔ اگر معتدل نہ ہو تو بھی ولی بنے گا بشر طیکہ مسلمان ہو۔ مقصود یہ ہے ولی کا ہونا ضروری ہے اسی طرح دو گواہوں کا ہونا بھی ضروری ہے جو عادل اور بہترین لوگ ہوں دولہا صاحب حاجت ہے اور ولی نکاح کروانے والا ہے۔ وہ کہے گا میں نے فلاں بنت فلاں یافلاں کی بہن کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیاہے اور دلہا کہے کہ مجھے قبول ہے اوردو گواہ اس کی گواہی دیں۔ مذکورہ نکاح جس کو عرفی نکاح کہا گیا ہے جس میں عورت ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہے تو یہ نکاح جائز نہیں بلکہ جمہور اہل علم کے نزدیک باطل ہے اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ یہ فرمان ہے: ولی کے بغیر نکاح نہیں ۔ آپ نے فرمایا کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کروائے اور نہ ہی کوئی عورت اپنا نکاح خود کرے۔ جزاکم اللہ خیرا۔

شرعی حجاب کی صفت

س-یہاں بہت سے سوالات شرعی حجاب کے بارے میں کیے جاتے ہیں ان میں سے بعض میں اس شرعی حجاب کی کیفیت ذکر کی گئی ہے جو بعض عورتیں ہسپتالوں میں استعمال کرتی ہیں۔ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ شرعی حجاب کی صفت بیان کریں اور خاص طور پر مذکورہ حجاب کی وضاحت کریں۔

ج-شرعی حجاب یہ ہے کہ عورت اپنا تمام بدن غیر محرم مردوں سے چھپائے سر،چہرہ،سینہ،پاؤں اور ہاتھ وغیرہ کیونکہ اس کا پورا بدن غیر محرم مردوں کی نسبت پردہ ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ﴾ (جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو تم پردے کے پیچھے سے طلب کرو

تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی یہی ہے) (وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ) اس آیت کریمہ میں نبی ﷺ کی ازواج مطہرات مراد ہیں لیکن یہ حکم تمام عورتوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں واضح فرما دیا کہ پردہ عورتوں اور مردوں کے دلوں کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور فتنہ سے دور رہنے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ ﴾------(اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے -----)چہرہ زینت کا مرکز ہے اسی طرح بال اور ہاتھ بھی زینت ہے عورت کے لئے ممکن ہے کہ وہ اپنے چہرے کو ایسے نقاب سے ڈھانپے جس میں سے صرف دو آنکھیں یا ایک آنکھ ظاہر ہو اور باقی چہرہ چھپا ہوا ہو کیونکہ راستہ وغیرہ دیکھنے کے لئے آنکھ کا ظاہر ہونا مجبوری ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ نقاب کے بغیر پردہ

کرے جیسا کہ بڑی چادر ہو جو اسے راستہ دیکھنے میں رکاوٹ نہ بنے لیکن اس کی زینت کو چھپائے ۔وہ سر کی چوٹی سے لے کر تمام بدن کو چھپاکر رکھے۔عورت پر واجب ہے کہ وہ خوشبو لگا کر بازار مسجد یا ملازمت کے لئے نہ نکلے کیونکہ یہ فتنہ کے اسباب میں سے ہے۔

میت پر نوحہ کرنا جائز نہیں ہے۔

س- میں نے اپنے بھائی سے کہا ہے کہ اگر میں فوت ہو جاؤں تو میری میت پر نوحہ نہ کرنا اور نہ ہی مائیکرو فون میں اعلان کروانا لیکن مجھے خوف ہے کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو آپ ان لوگوں کو کیا نصیحت کرتے ہیں؟ جزاکم اللہ خیرا۔

ج- مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایسے امور میں صبر سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنا اجر شمار کریں اور میت پر نوحہ نہ کریں ، کپڑے نہ پھاڑیں اور چہرے پہ تھپڑ نہ ماریں -اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے اپنے چہرے کو پیٹا اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی سی پکار پکارے۔ اور فرمایا: چار باتیں میری امت میں زمانہ جاہلیت کی ایسی ہیں کہ وہ ان کو نہ چھوڑیں گے۔ اپنے حسب پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے پانی کا طلب کرنا اور نوحہ کرنا،فرمایا نوحہ کرنے والی اگر اپنی

موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گی کہ اس پر گندھک کا کرتا اور زنگ کی چادر ہو گی۔ (مسلم)

نوحہ سے مراد میت پر اونچی آواز کے ساتھ رونا ہے -رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصیبت کے وقت چلانے والی اور بال مونڈنے والی اور گریبان پھاڑنے والی عورتوں سے میں بری ہوں۔

حدیث شریف میں موجود لفظ (الحالقہ) سے مراد وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت اپنے بال منڈوادے یا کٹوادے، (الشاقہ) سے مراد وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑے ، (الصالقہ) سے مراد وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت اونچی آواز نکالے اور بے صبری کرے، یہ تمام صورتیں جزع وفزع کی ہیں کسی عورت یا مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ان امور میں سے کسی کا ارتکاب کرے-

اے سائلہ؛ تمھارے گھر والوں پر واجب ہے کہ وہ تمھاری وصیت کو قبول کریں اور تم پر نوحہ نہ کریں کیونکہ نوحہ ان کے لیے اور خود میت کے لیے

بھی نقصان دہ ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ میت پر زندوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ البتہ صرف آنکھ سے آنسو جاری ہونے اور دل کے غم زدہ ہونے میں حرج نہیں ہے۔ جس بات سے منع کیا گیا ہے وہ اونچی آواز کے ساتھ رونا ہے۔ اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: جب آپکا بیٹا ابراہیم فوت ہوا تو اپ نے فرمایا: آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگیں ہے اور ہم نہیں کہتے، مگر وہی بات جس سے ہمارا رب راضی ہے اور ہم اے ابراہیم : تمہارے فراق کے باعث غمگیں ہیں۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو نکلنے پر بھی عذاب نہیں دے گا اور نہ دل کے غم پر۔ لیکن عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے' آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (اور اگر زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا بھی باعث بنتی ہے۔

معاملات میں سچائی اور خیر خواہی کا بیان

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ اما بعد: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تمام معاملات میں سچائی ،نصیحت اور خیر خواہی کو واجب قرار دیا ہے اور ان پر جھوٹ، خیانت اور ملاوٹ کو حرام قرار دیا ہے ۔یہ اس لئے ہے کہ سچائی ،نصیحت اور امانت داری معاشرے کی اصلاح ، ایک دوسرے سے تعاون اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی سے نجات کا ذریعہ ہے جبکہ ملاوٹ ،جھوٹ اور خیانت معاشرے کی تباہی، ایک دوسرے پر ظلم ،دوسروں کا ناحق مال کھانے ،ایک دوسرے سے حسد و بغض اور دشمنی کی بنیاد ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :دین نصیحت ہے پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، اللہ کے رسول ﷺ کے لیے، مسلمان حکمرانوں کے لئے اور عوام الناس کے لیے

(مسلم) جریر بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔ (متفق علیہ) حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیچنے والے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں۔ یا فرمایا: اگر دونوں سچ بولیں اور صاف صاف بیان کریں تو ان دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ (متفق علیہ) اور آپ نے فرمایا: جو ہمیں دھوکا دے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے آپ نے اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تر ہو گئیں، آپ نے غلہ کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بارش کی وجہ سے بھیگ گیا ہے آپ نے فرمایا: کیا تم یہ تر حصہ اوپر نہیں کرسکتے تھے کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر فرمایا: جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں۔ (مسلم) مذکورہ صحیح احادیث اور ان معانی پر مشتمل دیگر احادیث اس بات پر دلیل

ہیں کے معاملات میں سچائی، وضاحت اور خیر خواہی واجب جبکہ جھوٹ ، ملاوٹ اور خیانت حرام ہے۔ان احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے سچائی اور خیر خواہی معاملات میں برکت جبکہ جھوٹ اور خیانت بے برکتی کا ذریعہ ہے - نصیحت اور امانت کا تقاضا ہے کہ خریدار یا کرایہ دار کے لیے چیز کے عیب کو واضح کیا جائے اور صحیح قیمت اور مال کی حقیقت بتائی جائے جبکہ ملاوٹ اور خیانت یہ ہے کہ چیز کی قیمت زیادہ بتائی جائے تاکہ چیز خریدنے والا یا کرائے پر لینے والا اس کی زیادہ قیمت ادا کرے-

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ بات فرمائیں گے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت کریں گے اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، ایک تو وہ آدمی جس کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی ہو پھر اس کے باوجود کسی مسافر کو پانی نہ دے اور دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد کوئی چیز بیچے اور اللہ کی قسم کھا کر

کہے کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی ہے اور خریدار اس کی بات پر یقین کرلے حالانکہ حقیقتًا اس نے اتنے میں نہ خریدی ہو اور تیسرا وہ آدمی جو دنیاوی مال کی خاطر بیعت کرے پھر اگر وہ اسے مال دے تو وہ حقِ بیعت ادا کرے اور نہ دے تو حقِ بیعت کی ادائیگی سے گریز کرے۔

لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ معاملات میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور ایسے تمام اسباب سے بچیں جو اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذابوں کا سبب ہیں، وہ عذاب جن کا وعدہ اس نے ملاوٹ خیانت اور جھوٹ بولنے والوں کے لیے کر رکھا ہے ۔تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی، نصیحت اور سچائی کا معاملہ رکھیں اور تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں کیونکہ اسی میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ،دلوں کی پاکیزگی اور معاشرہ کی اصلاح کا سامان ہے،اس کے ساتھ ساتھ معاملات میں برکت ،حرام روزی سے بچنے اور مسلمانوں پر ظلم سے دور رہنے راستہ

ہے- نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور دوستی وشفقت میں مومنوں کو ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے ، ان کے دلوں کو تقویٰ پر اکٹھا فرمائے ،ان کے حکمرانوں کی اصلاح فرمائے اور سب کو سچائی کی دولت نصیب فرمائے ، تمام امور میں ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون وخیر خواہی کی توفیق دے بے شک وہ جواد اور کریم ہے۔ وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد و علی آلہ واصحابہ۔

رشوت کا حکم

س-ایک بھائی نے سوال کیا ہے کہ کیا رشوت حرام ہے؟

ج- ہاں رشوت کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔درحقیقت رشوت باطل راستے پر لے جانے، ظلم کرنے، حرام مال کھانے اور خیانت کا ذریعہ ہے لہٰذا یہ کلی طور پر حرام ہے۔رشوت سے مراد وہ مال ہے جو تم کسی کو اس لیے دو کہ وہ تمہارے لئے خیانت کرے اور کسی اور کا حق تمہیں دے دے یا پھر تم کو دوسرے حق داروں پر مقدم کر دے۔ ان امور کی بنیاد پر اسے رشوت کہتے ہیں اسی طرح تو کسی ملازم کو رشوت دے تاکہ وہ تجھے کسی اور کا حق دے دے اور تیرے لئے ایسا کام کرے جو جائز نہیں ہے یا اس کے ادارہ کا نظام یا اس کا عمل اس کی اجازت نہ دے جس میں وہ کام کر رہا ہے یا وہ ان تعلیمات کے خلاف چلے جس کا اسے

پابند بنایا گیا ہے۔یہ اس نے اس لیے کیا ہے کہ تو نے اسے کچھ مال دیا ہے اسی کو رشوت کہتے ہیں یہ تم پر اور تمام لوگوں پر حرام ہے -حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اسی طرح تو کسی کو کچھ مال دے کہ وہ ان لوگوں پر تجھے مقدم کر دے جو تجھ سے زیادہ حقدار ہیں ، یعنی تمھارے علاوہ دوسرے لوگ اس چیز کے زیادہ حقدار تھے جو طلب کی جا رہی ہے لیکن اس نے رشوت لے کر تجھے مقدم کر دیا یہ بہت بڑا گناہ ہے ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

مسلمان کا غیر مسلم سے سلوک

س- غیر مسلم کے ساتھ معاملات میں مسلمان پر کیا واجب ہے؟ اگر وہ مسلمان ملک میں ذمی کے حیثیت سے ہو یا اسکے ملک میں رہ رہا ہو، یا کوئی مسلمان کسی غیر مسلم شخص کے ملک میں رہتا ہو، آپ سے درخواست ہے کہ ان تمام معاملات کی وضاحت فرمائیں۔ان معاملات کی ابتدا غیر مسلم سے سلام لینے اور اس کی انتہا ان کی عیدوں میں شریک ہونے پر ہے اور کیا کسی ایسے غیر مسلم کو دوست بنایا جا سکتا ہے جو ہمارے ساتھ اکٹھے کام کرتا ہو؟-

ج-ایک مسلمان کے لیے غیر مسلم کے ساتھ معاملات کی نسبت کئی امور مشروع ہیں: اول :- دعوت الی اللہ : مسلمان کو چاہئے کہ وہ غیر مسلم کو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دے اور جہاں تک ممکن ہو اور جس قدر اسے دین کی بصیرت حاصل ہو اس کے سامنے اسلام کے حقیقت کو واضح کرے کیونکہ یہ سب سے بڑا اور اہم احسان ہے جو ایک مسلمان اپنے ملک میں آکر رہنے والے یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم مشرکین

سے کر سکتا ہے-اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے : جو شخص نیکی کی طرف رہنمائی کر دے، اسے بھی نیکی کرنے والے کی طرح اجر وثواب ملتا ہے۔(مسلم) اور آپ کا یہ فرمان جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا تھا جب وہ خیبر پر حملہ کرنے لگے تھے کہ یہودیوں کو پہلے اسلام کی دعوت دینا فرمایا: قسم ہے اللہ کی، کہ تمہارے ذریعہ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی، تو یہ عمل تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ اچھا ہوگا۔ (متفق علیہ) اور فرمایا: جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اسے اس کی پیروی کرنیوالوں کے اجر جتنا اجر ملے گا اور ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہو گی اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف بلائے اسے اس کی پیروی کرنیوالے سب لوگوں کے گناہوں جتنا گناہ ملے گا اور ان لوگوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔(مسلم) لہٰذا غیر مسلم کو ایک اللہ کی طرف دعوت دینا،اسلام کی تبلیغ کرنا اور اس معاملے میں اسے وعظ و نصیحت کرنا سب سے اہم ترین چیز اور افضل ترین نیکی ہے۔

دوم :۔ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اس کی جان،مال اور عزت پر حملہ

آور ہو چاہے وہ ذمی ہو ، پناہ گزین ہو یا معاہد ہو، یہ اسے اس کا پورا حق دے گا ، مسلمان اس کے مال میں اس پر چوری ، خیانت اور ملاوٹ کے ذریعے ظلم نہیں کرے گا ، اس پر کوئی جسمانی ظلم بھی نہیں کرے گا وہ مارنے سے ہو یا کسی اور طریقے سے ہو کیونکہ اگر وہ معاہد ہے یا مسلمان ملک میں ذمی یا پناہ گزین ہے تو وہ امن میں ہے اس کی حفاظت کی جائے گی۔

سوم - اس کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرنے اور اسے کوئی چیز کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے کفار مکہ جو کہ بت پرست تھے اور اسی طرح یہودیوں سے خرید وفروخت کی ہے ، جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس اپنے گھر والوں کے لیے کھانا لینے کے عوض گروی پڑی تھی۔

چہارم :- سلام کرنے کے بارے میں ، مسلمان کو چاہیے کہ وہ غیر مسلموں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرے- اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ

فرمان ہے: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو (مسلم) اور فرمایا: جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم فقط (وعلیکم) کہو- یہ مسلمان اور کافر کے مابین حقوق کے بارے میں چند چیزیں ہیں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اگر کافر پڑوسی ہو تو اس کے ساتھ اچھے ہمسایوں والا سلوک کرے اس کو تکلیف نہ دے، اگر وہ فقیر ہو تو اس پر صدقہ کرے، اسے ہدیہ بھیجے اور اسے ان باتوں کی نصیحت کرے جو اس کے لئے فائدہ مند ہوں۔ایسا کرنے سے اس کی اسلام میں رغبت بڑھے گی اور اسلام قبول کرنے کا سبب بنے گی کیونکہ پڑوسی کا حق بہت زیادہ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے لئے مجھے مسلسل وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کو وارث بنادیں گے۔ (متفق علیہ) اگر پڑوسی کافر ہو اس کے لیے ہمسایہ ہونے کا حق ہے اور اگر وہ رشتے دار ہو مگر کافر ہو تو اس کے دو حق ہیں پڑوسی کا حق اور قرابتداری کا حق - مسلمان کے لیے مشروع ہے کہ وہ اپنے کافر پڑوسیوں پر بھی خرچ کرے اور ایسے کفار پر بھی خرچ کرے جو مسلمانوں سے لڑتے نہ ہو لیکن یہ

پیسہ زکاۃ کا نہ ہو۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ (جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔)

صحیح حدیث میں ہے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی والدہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کے پاس مدینہ میں آئیں اور وہ اس وقت مشرکہ تھی وہ ان سے کچھ مالی معاونت چاہتی تھی تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی کہ کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں تو آپ نے فرمایا: اس سے صلہ رحمی کرو۔

جہاں تک زکاۃ کا مسئلہ ہے تو ایسے لوگوں کو دینے میں حرج نہیں جو نئے

اسلام میں داخل ہوئے ہوں اور ان کے دل پرچائے جاتے ہوں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ ﴾ (صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔)

رہا کفار کی عیدوں میں شریک ہونا تو مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ ایسے پروگراموں میں شریک ہو۔

دین اسلام شامل اور کامل ہے

س- کیا دین فقط بعض شعائر کے ساتھ خاص ہے یا پھر زندگی کے ہر معاملے سے متعلق ہے اور اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو یہ کہتا ہو کہ دین صرف مسجد کے ساتھ خاص ہے جب کہ معاملات اور سیاست میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ؟۔

ج- دین عام ہے جس کا تعلق مسجد، گھر، دکان ،سفر ،حضر، گاڑی اور اونٹ وغیرہ سب کے ساتھ ہے -اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔) یعنی اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ انسان پر واجب ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے

ڈرے اور ہر چیز میں اپنی مرضی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ ایسا فقط مسجد میں نہیں ہونا چاہیے بلکہ مسجد، گھر، اہل و عیال اور مہمانوں کے ساتھ، پڑوسیوں اور ہمسایوں کے ساتھ، بازار میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اور خرید وفروخت کے مراکز میں بھی ایسا ہی ہو۔ اس پر واجب ہے کہ وہ ایسے ہی چیز فروخت کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ،اسے چاہیے کہ وہ سود، جھوٹ ،دھوکا دہی، خیانت اور ملاوٹ سے باز رہے ، وہ ہر معاملے میں ایسا ہی کرے کیونکہ دین ہر چیز کے لحاظ سے عام ہے۔دین ہر وقت تیرے ساتھ ہے تیرے گھر، دوکان، سفر، حضر، تنگی اور آسانی ہر حال میں تجھ پر لازم ہے کہ دین سے چمٹے رہو، فقط مسجد میں ایسا نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے ،ایسی باتیں گمراہ مبلغین کرتے ہیں جو خود بھی بے دین، ملحد ہیں اور گمراہی کی دعوت دینے والے ہیں،دین ہر وقت ہر چیز میں تمہارے ساتھ ہے- لہٰذا تم پر

لازم ہے کہ ہر چیز میں دین کو اختیار کرو اور ہر چیز کو دین کی بنیاد پر قائم کرو- ایک مسلمان اللہ کے دین کو لازم پکڑتا ہے اور ہر معاملہ میں اللہ کے حکم پر قائم رہتا ہے وہ دین کو فقط گھر یا مسجد یا سفر یا حضر کے ساتھ خاص نہیں کرتا بلکہ تمام امور میں دین پر قائم رہتا ہے -تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا،اس کے فرائض کو ادا کرنا،اس کی حرام کردہ اشیاء سے رک جانااور اسکی مقرر کردہ حدود کو پامال نہ کرنا تیرے گھر میں ،خشکی میں، سمندر میں،بازار میں اور مکان میں ہر وقت اور ہر جگہ لازم ہے ۔

حدیث کی تشریح ((بدأ الإسلام غریبا......))

س-رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابتداء میں اسلام اجنبی (مسافر کی مانند غیر معروف) تھااور عنقریب پھر غیر معروف ہو جائے گا پس خوشخبری ہے بیگانہ بن کر رہنے والوں کے لئے۔ ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ اس حدیث کی تشریح بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا حکم بھی نقل کریں گے۔

ج-مذکورہ حدیث بالکل صحیح ہے جسے امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں نقل کیا ہے-حضرت ابوہریرہ (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابتداء میں اسلام اجنبی (مسافر کی مانند غیر معروف) تھا اور عنقریب پھر غیر معروف ہو جائے گا پس خوشخبری ہے بیگانہ بن کر رہنے والوں کے لئے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے - بعض ائمہ حدیث نے دیگر سند سے اس حدیث کے یہ الفاظ بھی نقل

کیے ہیں: کہا گیا یارسول اللہ ﷺ غرباء کون ہیں ؟آپ نے فرمایا: وہ اصلاح کرنے والے ہوں گے جب لوگ فساد کا شکار ہو جائیں گے-ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: عرض کیا کہ بیگانوں سے کون مراد ہیں ؟ فرمایا جو قبیلہ سے نکال دیئے جائیں۔ ایک روایت میں ہے برے لوگوں کی کثرت میں یہ نیک لوگ کم تعداد میں ہوں گے۔

مقصود یہ ہے کہ (غربا ء)سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین پر ثابت قدم رہیں گے اور یقینا جنت اور خوش بختی ایسے ہی (غربا ء) کے لئے ہے جو لوگوں میں اس وقت اصلاح کا کام کرتے ہیں جب لوگ فساد کا شکار ہوجائیں۔جب حالات تبدیل اور سخت ہو جائیں،اہل خیر کم ہو جائیں تو یہ لوگ اللہ کے دین اور اس کی حدود پر ثابت قدم رہتے ہیں ،یہ اپنی عبادت کو اللہ کے لئے ہی خاص کرتے ہیں ۔ وہ نماز، زکوۃ،روزہ، حج اور دین کے تمام امور پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔یہی (غربا ء)ہیں یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کے متعلق اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ - نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ - نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ﴾

((واقعی) جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو تمہاری دنیاوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے۔) غفور ورحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔

اسلام مکہ میں اجنبی بن کر شروع ہوا ،بہت ہی کم تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہوئے اکثر لوگوں نے اسلام سے دشمنی اور نبی ﷺ کی مخالفت کی ، انہوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو تکالیف سے دوچار کردیا یہاں تک کہ آپ کو ہجرت کر کے مدینہ جانا پڑا چند صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت کی -وہاں بھی اسلام اجنبی ہی تھا پھر مدینہ کے باسیوں میں سے اکثر نے اسلام قبول کرلیا -اسی طرح دوسرے علاقوں میں بھی لوگ اسلام قبول کرنے لگے پھر وہ وقت بھی آیا کہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کی دولت نصیب فرمائی- لہذا شروع شروع میں اسلام اجنبی ہی تھا اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر وشرک کرنے والے تھے۔ وہ بتوں ،نبیوں، بزرگوں، درختوں اور پتھروں وغیرہ کی پوجا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اسے رسول اللہ ﷺ کے دست

مبارک اور صحابہ کرام کے ہاتھ پر پر اسلام لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ لوگ دین میں داخل ہوئے اور اپنی عبادات کو فقط اللہ کے لیے خاص کر لیا اور بتوں ،مورتیوں، نبیوں ،بزرگوں اور درختوں وغیرہ کی پوجا کو ترک کردیا وہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرنے والے بن گئے۔وہ نماز بھی اللہ کے لیے پڑھنے لگے ،سجدہ بھی اللہ کے لئے کرنے لگے ،دعائیں بھی صرف اللہ سے مانگنے لگے، مدد بھی اللہ ہی سے طلب کرنے لگے اور شفا بھی ایک اللہ سبحانہ ہوا تعالیٰ سے ہیں تلاش کرنے لگے- وہ نہ ہی تو قبر والوں سے سوال کرتے تھے اور نہ ہی ان سے مدد طلب کرتے تھے، نہ ہی ان سے استغاثہ کرتے تھے اور نہ ہی بتوں، درختوں، پتھروں وغیرہ سے مدد مانگتے تھے ،وہ ستاروں جنوں اور ملائکہ سے مدد نہیں مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے یہی لوگ (غربا)ہیں۔ قیامت کے قریب بھی ایسا ہی ہے یہی لوگ دین پر استقامت اختیار کیے

ہوئے ہیں جبکہ اکثر لوگ دین سے دور ہیں۔جب لوگوں نے دین سے کفر کیا اور ان کے گناہ اور ان کا شر پھیل گیا تو یہ لوگ اللہ کی اطاعت اور اس کے دین پر ثابت قدم ہیں۔ ان کے لیے جنت اور سعادت ہے اور دنیا اور آخرت میں ان کا انجام بہترین ہے۔

والدین کی نافرمانی کا حکم

س- آجکل والدین کی نافرمانی خوفناک حد تک بڑھ چکی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ والدین کو مارتے پیٹتے بھی ہیں اور بعض ان کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور اس گناہ میں ان کی بیویاں بھی انکی مدد کرتی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس موضوع پر اولاد اور ان کی بیویوں کو کچھ نصیحت کیجئے۔

ج- بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وصلی اللہ وسلم علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ امابعد: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں والدین کے حقوق انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں ،ان کے ساتھ حسن سلوک اور احسان واجب جبکہ ان کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے ۔ہر مسلمان مرد اور عورت پر اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک ، احسان اور ان کی خوشنودی تلاش کرنا اور ان کی نافرمانی سے

بچنا واجب ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴ ۭ﴾

(اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔) اور فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو) اور فرمایا:

﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ (ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔) والدین کا شکر ادا کرتے رہنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا (اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے)

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے ہر مسلمان مرد عورت پر واجب ہے کے وہ ان کے ساتھ حسن سلوک ،نیکی اور احسان کامعاملہ کرے اور ان کی نافرمانی سے بچنے کی مکمل کوشش کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟آپ نے فرمایا: اپنے وقت میں نماز پڑھنا، پوچھا گیااس کے بعد کون سا ؟آپ نے فرمایا: اس کے بعد والدین کی اطاعت کرنا، پوچھا گیااس کے بعد کون سا؟آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ایک صحیح حدیث میں آپ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟لوگوں نے جواب دیا ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا ،والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ سن لو جھوٹ بولنا اور بار بار اس کو دہراتے رہے

یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ خاموش ہو جاتے(متفق علیہ) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے والدین کی نافرمانی کے خوفناک ہونے کی وضاحت کی ہے اور یہ کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے شرک کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ایک صحیح حدیث میں آپ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟۔آپ نے فرمایا: ہاں جب یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔لہذا تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آئیں اور قولی و فعلی ہر لحاظ سے ان کی نافرمانی سے بچیں۔ ہم تمام مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے

توفیق اور قول و عمل کی اصلاح کا سوال کرتے ہیں۔

بعض نوجوان بچے اور بچیاں سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد کیسے احسان سلوک کریں؟ (اس کا جواب یہ ہے) کہ اگر ماں باپ فقیر ہوں تو ان پر خرچ کیا جائے ،ان کی بات کو غور سے سنا جائے، معروف کاموں میں ان کی اطاعت کی جائے جب وہ کہیں کہ فلاں جگہ جاؤ یا فلاں جگہ آؤ۔ معروف کاموں میں ان کی اطاعت کی جائے ،جب بھی وہ اپنی حاجت کا اظہار کریں تو ان کے تمام حکموں کی بجا آوری اور ان کی اطاعت کی جائے مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں،والدین کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ اگر وہ فقیر ہوں تو اپنی طاقت کے مطابق ان پر خرچ کیا جائے،اور ان کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ ان کی بات کو غور سے سنا جائے اور معروف کاموں میں ان کی اطاعت کی جائے ۔جب وہ یہ کہیں کہ جاؤ فلاں چیز لے آؤ یایایہ چیز لے جاؤ یا

فلاں کو بلا لاؤ یا اس طرح کا کوئی بھی حکم دیں ،یعنی ان کی بات سنی جائے اور معروف کاموں میں ان کی اطاعت کی جائے۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے مال سے ، نرم کلام سے اور بہترین اسلوب کے ساتھ گفتگو سے ان کے ساتھ نیکی کی جائے۔

غیبت اور چغل خوری کا حکم

س- بعض لوگوں کو غیبت اور چغل خوری کی عادت ہے ان کو اس گناہ سے روکنے والا کوئی نہیں ہے بعض دفعہ میں ان کو لوگوں کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے سنتی ہوں اور شریک گفتگو ہو جاتی ہوں لیکن میں محسوس کرتی ہوں کہ یہ حرام ہے پھر میں اپنے اس عمل پر شرمندہ ہوتی ہوں اور ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیتی ہوں لیکن بعض ضروریات کی وجہ سے مجھے ان کے ساتھ بیٹھنا پڑتا ہے ایسی صورتحال میں مجھے کیا کرنا چاہیے ؟ جزاکم اللہ خیرا۔

ج-غیبت اور چغل خوری کبیرہ گناہوں میں سے ہے ، اس سے بچنا واجب ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ﴾

(اور نہ تم کسی کی غیبت کرو) - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو اس رات میں ایک قوم پر گذرا ان کے ناخن تانبے

کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے تھے تو میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں ؟اے جبرائیل؛انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزت وآبرو کے درپے رہتے ہیں۔ غیبت کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اس طرح کرو کہ جس کو وہ اگر سن لے تو ناپسند کرے۔(گویا کہ غیبت یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے اگر وہ اسے سنے تو نا پسند کرے یا اسی طرح کسی بہن کا ذکر کیا جائے جس کو سننا ناپسند کرے اس میں مرد اور عورت برابر ہیں۔) بعض صحابہ کرام نے یہ سن کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ بتایئے کہ اگر میرے اس بھائی میں وہ عیب ہو جو میں نے بیان کیا ہے تو کیا پھر بھی غیبت ہو گی؟آپ نے فرمایا : تم نے اس کی جس برائی کا ذکر کیا ہے اگر وہ واقعی اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ برائی موجود نہیں ہے جس کو تم نے ذکر کیا ہے تم نے اس پر بہتان لگایا ۔اس سے پتہ چلا کہ غیبت اور

چغل خوری کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ﴾ (اور تو کسی ایسے شخص کا بھی کہنا نہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا۔بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور ہو)۔ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا،آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے امر میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا،ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھااور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا۔

اے میری بہن؛ تم پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں کی محفل میں بیٹھنے سے بچو جو لوگوں کی غیبت اور چغل خوری کرتے ہوں اور اگر تم ان کے ساتھ بیٹھو تو ان کے اس فعل کا انکار کرو اور ان کو غیبت اور چغل خوری کے جرم سے ڈراؤ، ان کو بتاؤ کہ یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے اسکو چھوڑ دو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو بہتر ورنہ اس مجلس سے چلی جاؤ، ان کے ساتھ مت بیٹھو، ان کے ساتھ غیبت اور چغل خوری میں ہرگز شریک نہ ہو۔

ڈاڑھی منڈانے کا حکم

س- گالوں پر اگنے والے بال منڈانا کیسا عمل ہے اور داڑھی کٹانے کا کیا حکم ہے ،کیا کٹانا ، منڈانے کی طرح ہی ہے؟

ج- داڑھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مردوں کے لیے عزت کی علامت ہے،اللہ تعالیٰ نے اس کو عورتوں کے بالمقابل مردوں کے لیے امتیاز بنایا ہے۔اسی طرح یہ مسلمان مردوں کے لئے کفار اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں جو کہ داڑھی منڈاتے ہیں کے مقابلہ میں امتیاز کی علامت ہے۔ یہ مردوں کے لئے زینت ، چہرہ کا نور اور عورتوں کے بالمقابل امتیازی علامت ہے لہٰذا داڑھی منڈانا یا کٹوانا جائز نہیں ہے ۔اسی طرح دونوں رخساروں پر اگنے والے بال منڈانا بھی جائز نہیں کیوں کہ داڑھی سے مراد وہ بال ہیں جو دونوں گالوں ٹھوڑی اور ٹھوڑی کے نیچے اگتے ہیں ان بالوں کو کاٹنا یا مونڈنا جائز نہیں ہے بلکہ ان کا احترام کرنا ،ان کو معاف کردینا اور ان کو زیادہ

کرنا واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے داڑھی کو معاف کرنے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا :مشرکین کی مخالفت کرو مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی کو معاف کردو اور فرمایا: مونچھیں کتراؤ ،داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ بعض روایات میں یہ لفظ ہیں داڑھیوں کو بڑھاؤ، بعض میں ہے کہ داڑھیوں کو پورا کرو۔ لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ داڑھی کو معاف کر دے، اس کو پورا کرےاور اس کے لیے داڑھی کو کاٹنا یا مونڈنا حرام ہے یہ ہر مسلمان پر واجب ہے۔

کسی مسلمان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنی بہن ،بیٹی ،پھوپھی، ماں یا کفار کے مشابہ شکل بنائے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ داڑھی کی حفاظت کرے ،اس کو پورا کرے تاکہ اس کا چہرہ مردوں والا نظر آئے اور یہ مجوسیوں اور مشرکین کی مشابہت سے بچ جائے ۔ جومسلمان اپنی داڑھیوں کو مونڈتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں

ان کو چاہیے کہ مونچھیں پست اور ہلکی کریں اور داڑھیوں کو معاف کردیں اور اسے پورا کریں شریعت کا یہی حکم ہے اور یہی ایک مسلمان پر واجب ہے۔واللہ المستعان۔

توبہ کی شروط

س-سائل کا کہنا ہے کہ اس نے بہت سے گناہ کیے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا ہے اب اسے اپنے گناہوں کا احساس ہوا ہے اس کا کہنا ہے مجھے صحیح راستہ بتائیے کیونکہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں اور گناہوں کی زندگی چھوڑنا چاہتا ہوں۔ان شاء اللہ۔

ج-اے سائل:جان لو ؛اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ترین اور اس کے احسانات عظیم ہیں ، اللہ تعالیٰ مہربان اور رحیم و کریم ہے ، وہ گناہوں کو بخشنے والا ہے ۔یاد رکھو ؛ گناہوں کا ارتکاب بہت بڑا شر اور بہت بڑا فساد ہے جوکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے لیکن جب بندہ اپنے رب سے سچی توبہ کرتا ہے تواللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ ایسے آدمی کے بارے میں سوال ہوا جو فلاں فلاں گناہ کرتا ہے ، فلاں جرم کا ارتکاب اور اللہ کی نافرمانی کرتا ہے پھر سچی توبہ کر لیتا ہے تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: توبہ اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور اسلام اپنے سے پہلے والے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے ۔بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں :اسلام اپنے سے پہلے والے تمام گناہ مٹا دیتا ہے اور توبہ اپنے سے پہلے والے تمام گناہ مٹا دیتی ہے ۔یعنی ان کو ختم کر دیتی ہے اور باقی نہیں چھوڑتی ۔آپ پر واجب ہے کہ اس بات کا اچھی طرح یقین کرلو کہ سچی توبہ گناہوں ، غلطیوں اور برائیوں یہاں تک کہ کفر کو بھی کو مٹا دیتی ہے- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَتُوبُوٓا إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (اے مسلمانوں ! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ نجات پاؤ) اللہ تعالیٰ نے فلاح وکامیابی کو سچی توبہ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴾

(اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں)

یہاں لفظ (عسی) یقین کے معنوں میں ہے یعنی اگر کوئی شخص سچی توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کردیتے ہیں اور اپنے فضل و کرم کے ساتھ اسے جنت میں داخل کرتے ہیں۔

لہٰذا اے بھائی؛ تم پر سچی توبہ کرنا اور اس پر ثابت قدم رہنا واجب ہے اور یہ توبہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو ،اس میں تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ یہ تمام گناہوں کو مٹانے کا سبب ہے اگرچہ وہ پہاڑ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں؟

توبہ کی تین شروط ہیں- ماضی میں کیے ہوئے گناہوں پر سچے دل سے شرمندہ ہونا ،گناہ کو فورا چھوڑ دینا اور اللہ تعالیٰ کی

اطاعت اور اسکی تعظیم کی خاطر گناہ کو ترک کرنا اور گناہ کی طرف کبھی واپس نہ آنے کا پکا ارادہ کرنا یہ تین شروط بنیادی ہیں:

اول :۔اپنے کیے ہوئے گناہ پر شرمندہ اور غمگیں ہونا۔

دوم:۔ گناہوں کو فورا چھوڑ دینا چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں۔

سوم:۔ ان گناہوں کی طرف نہ لوٹنے کا پکا عزم کرنا۔

اگر تیرے اوپر لوگوں کا حق ہو چاہے اس کا تعلق مال سے ہو، خون سے ہو یا عزت سے ہو تو اس کو ادا کرنا، یہ توبہ کے پورے ہونے میں چوتھی چیز ہے اگر تو نے لوگوں کا حق غصب کیا ہوا ہو تو اس کو ادا کرنا لازم ہے۔ اگر یہ حق قصاص کی صورت میں ہو تو ان (مقتول کے ورثا) کو قصاص کا موقع دینا یا ان کو دیت دے کر راضی کرنا ۔اگر یہ مالی حق ہو تو ان کا مال واپس لوٹانا مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ اگر ان کی عزتوں کے بارے میں کوئی بات کی ہے تو ان سے معافی طلب کرنا لیکن اگر معافی طلب کرنا کسی برائی کو جنم دے تو

پھر اس کی کوئی ضرورت نہیں ایسی صورت میں ان کے لیے دعا کرتے رہنا اور استغفار طلب کرنا اور ان کا ذکر ان مقامات اور محافل میں خیر اور بھلائی کے ساتھ کرنا جہاں ان کا ذکر برائی کے ساتھ کیا تھا یہ اس کا کفارہ ہوگا ۔تم پر لازم ہے کہ مرنے سے پہلے اس کام میں جلدی کر لو پھر صبر اور سچائی سے کام لو۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۣ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾ (جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوااور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ لفظ(لم یصروا) کا مطلب یعنی وہ گناہوں پر قائم نہیں رہتے بلکہ

توبہ کرتے ہیں، شرمندہ ہوتے ہیں اور گناہوں کو چھوڑ دیتے ہیں یعنی وہ اپنی غلطیوں پر ضد نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ أُولَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغۡفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمۡ وَجَنَّٰتٌ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ وَنِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَ﴾ (ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) وہ ان میں ہمیشہ بستے رہیں گے اور اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے)۔

یہ توبہ کرنے والوں کا بدلہ ہے جنھوں نے گناہوں کو خیر باد کہا اور ان پر قائم نہیں رہے ، ان کے لیے جنت ہے ۔ان شاء اللہ تم ان لوگوں میں شامل ہو بشرطیکہ تم سچی توبہ کرو ۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

فہرست مضامین

۱) مقدمہ

۲) کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے تقاضے۔

۳) صوفیا کے طریقوں پر چلنے والے مشائخ اور عوام الناس کو نصیحت۔

۴) روافض (شیعہ) کی دعوت کو روکنے کے متعلق نصیحت۔

۵) رافضیوں کی حسینیات (ماتمی مجالس اور جلوس) اور جو کچھ اس میں ہوتا ہے اس کا حکم۔

۶) شیعہ کے فرقوں کی تفصیل۔

۷) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو گالی دینے والے کا حکم۔

۸) غیر اللہ کی قسم کھانا کسی بھی حال میں جائز نہیں۔

۹) بچوں اور مریضوں کے لئے تعویذ لٹکانے کا حکم۔

۱۰) قرآنی آیات اور اذکار مساجد اور دفاتر کی دیواروں پر لٹکانے کا حکم۔

۱۱) کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کا حکم۔

۱۲) درگاہوں کی زیارت اور ان کو چومنے کا حکم۔

۱۳) جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا حکم۔

۱۴) معراج کی رات محافل منعقد کرنے کا حکم۔

۱۵) فرقہ وارانہ جماعتوں کی طرف منسوب ہونے کا حکم۔

۱۶) جس مسجد میں قبر ہو اس میں نماز پڑھنے کا حکم۔

۱۷) بے نماز کا حکم۔

۱۸) نماز باجماعت کا حکم۔

۱۹) طبلہ ،تمباکو اور نسوار وغیرہ استعمال کرنے کا حکم۔

۲۰) شراب اور نشہ آور اشیا کا حکم۔

۲۱) تمباکو نوشی اور اس کی خرید وفروخت کا حکم۔

۲۲)مرد وزن کا اختلاط۔

۲۳) زنا کا جرم اور اس کے اثرات سے بچنے کا طریقہ۔

۲۴) مشت زنی، لواطت اور جانوروں سے بد فعلی کرنے کا حکم۔

۲۵) ولی کے بغیر نکاح (کا حکم)۔

۲۶)شرعی حجاب کی صفت۔

۲۷) میت پر نوحہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۸) معاملات میں سچائی اور خیر خواہی کا بیان۔

۲۹)رشوت کا حکم۔

۳۰) مسلمان کا غیر مسلم سے سلوک۔

۳۱)دین اسلام شامل اور کامل ہے۔

۳۲) حدیث کی تشریح ((بدأ الإسلام غريبا......)) ۔
۳۳) والدین کی نافرمانی کا حکم۔
۳۴) غیبت اور چغل خوری کا حکم۔
۳۵) ڈاڑھی منڈانے کا حکم۔
۳۶) توبہ کی شروط۔